باب ۲۸۰

یہ باب ہے قرآن کریم کے جمع کرنے کے بیان میں

اور اللہ تعالیٰ کے قول :

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ۔ (سورۃ حجر : آیت ۹)

کے بیان میں اور ناسخ منسوخ آیات کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوسہل احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیاد الادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابی طالب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی وہب ابن جریر ابن حازم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن ایوب کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا جو وہ یزید بن ابی حبیب سے نقل کر رہے تھے اور وہ عبدالرحمٰن بن شماسہ سے اور وہ زید بن ثابت سے نقل فرما رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس رہ کر چمڑے کے ٹکڑوں پر سے قرآن کریم کو جمع کرتے تھے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ ۳۹۵۴ ص ۵/۷۳۴)

مصنف فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو متفرق آیات تھیں ان کو سورتوں میں جمع کیا گیا اور اس کے جمع کرنے کا حکم نبی علیہ السلام نے دیا تھا۔ بعد میں قرآن کریم کو سینوں میں محفوظ کرلیا گیا۔ پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حکم پر جو چمڑے پر لکھا ہوا تھا یا پتھروں پر تھا یا خشک پتوں پر تھا اس سب کو صفحات پر اُتار لیا گیا۔ پھر حضرت عثمان غنی ؓ کے حکم سے تمام صحیفوں کو جمع کر کے صرف ایک مصحف پر (ایک رسم الخط پر جو حضور ﷺ کا رسم تھا) پر جمع کیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل محمد بن نصرویہ بن احمد المروزی نے (جو اس روایت کو اصل کتاب سے ہمارے پاس لائے تھے) وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن احمد بن حب نے لکھوا کر، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہری نے عبید بن الساق سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد (جس میں بہت سارے قرّاء صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے) حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مجھے بُلوایا۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عمر بن خطاب ؓ بھی موجود تھے۔ میرے سامنے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ حضرت عمر ؓ میرے پاس آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں کثرت سے حضرات قرّاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہما شہید ہوگئے ہیں اور اگر اسی طرح کثرت سے حفاظ وقرّاء شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم ہمارے پاس سے چلا جائے گا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ قرآن کریم کو جمع کریں۔ تو میں نے جواب دیا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ہم اس کام کو کیسے کرلیں؟

حضرت عمر بن خطاب ؓ فرمانے لگے قسم خدا کی یہ بات بہت بہتر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ حضرت عمر ؓ بار بار مجھے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے میرا بھی شرح صدر کر دیا کہ واقعی جو کام حضرت عمر ؓ فرما رہے ہیں وہ درست ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم سمجھ دار اور روشن ذہن رکھنے والے آدمی ہو، تم ضرور بالضرور اس کام کو مکمل کرو کیونکہ تم رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی وحی لکھتے رہے ہو۔ لہٰذا قرآن کریم کو تلاش کر کے جمع کرو۔ (مسلم)

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم ملتا تو میرے لئے وہ آسان تھا مگر قرآن کریم کو جمع کرنا میرے لئے اس سے زیادہ مشکل تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ ایسا کام کیسے کر رہے ہیں جو کام رسول اللہ علیہ السلام نے نہیں فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام بہتر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بار بار مجھے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی اسی طرح شرح صدر فرمادیا جس طرح حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا شرح صدر ہوا تھا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں قرآن کریم کی تلاش میں لگ گیا حتیٰ کہ چمڑے یا کاغذ کے ٹکڑوں سے، پتھروں سے، خشک پتوں سے، لوگوں کے سینوں سے لے کر جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی آخری آیات مجھے حضرت خذیمہ یا ابی خزیمہ الانصاری کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ملیں۔ وہ آیت یہ ہے :

لقد جآء کم رسول من انفسکم .... الیٰ اخر السورۃ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۲۸)

میں نے اُس آیت کو سورۃ کے آخر میں لکھ دیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک یہی صحیفہ چلتا رہا۔ ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بھی یہی صحیفہ چلتا رہا حتیٰ کہ ان کی بھی شہادت ہوگئی۔ اُن کے بعد یہ صحیفہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔

علامہ ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی خارجہ بن زید نے زید بن ثابت سے نقل کرتے ہوئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الأحزاب کی ایک آیت کہیں نہیں مل رہی تھی حالانکہ وہ آیت میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو تلاوت کرتے ہوئے سُنی تھی مگر تصدیق کے بغیر لکھنا نہیں چاہتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ آیت مجھے حضرت خزیمہ بن ثابت الأنصاری کے پاس مل گئی۔ وہ آیت تھی :

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

پھر میں نے وہ سورۃ الأحزاب میں لکھ دی۔

حضرت ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی زہری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل عراق کے ساتھ مل کر اہل شام سے جہاد میں مشغول تھے اور آرمینیہ اور آذر بائیجان کے فتح کرنے میں مصروف تھے۔ وہاں چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کے قرآن کریم پڑھنے کی صورت میں اختلاف پیدا ہو گیا تو حضرت خزیم رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہو گئے تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! اس سے پہلے کہ یہ اُمت قرآن کریم کے اختلاف میں بہت آگے بڑھ جائے آپ فوراً اس کو سنبھالئے اور ان اختلافات کا تدارک فرمائیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ قرآن کریم کا جو صحیفہ (نسخہ) موجود ہے وہ میرے پاس بھجوا دیں ہم اس کو لکھ کر دوبارہ آپ کے پاس بھجوا دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ نسخہ بھجوا دیا۔ آپ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ آپ اس نسخہ کو دیکھ کر بہت سارے نسخے لکھیں اور یاد رکھنا حضرت زید اور تمہارے صحیفوں میں کوئی اختلاف نہ ہو بلکہ تم سب کے سب لغۃ قریش میں لکھنا کیونکہ قرآن کریم قریش کی زبان ہی میں نازل ہوا ہے۔

ان سب حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت سے صحیفے لکھ ڈالے، ان صحائف کو اطراف عالم میں بھجوا دیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ اس صحیفہ کے علاوہ بقیہ تمام صحائف کو یا تو مٹا دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

ابن شہابؒ نے فرمایا، انہی دنوں ایک اختلاف ''التابوت'' کے لفظ میں ہوگیا تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ ''التابوۃ'' آخر میں ۃ وقف والی ہے جبکہ سعید بن العاص اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ ''التابوت'' ہے۔ لہٰذا فیصلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو ''التابوت'' لکھو کیونکہ قریش کی زبان اسی طرح ہے جس طرح حضرت زید فرما رہے ہیں۔

ابن شہاب کا قول ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے، یہی حدیث اسی سند کے ساتھ جس سند سے ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید نے، مگر ابوالولید کی حدیث میں یہ بات بھی تھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو یہ حکم دیا کہ تم ان تمام صحیفوں کو اپنے مصاحف میں لکھ لو اور انہوں نے ان حضرات کا تذکرہ کیا مگر ان میں حارث بن ہشام کا تذکرہ نہیں تھا، جبکہ اس روایت کے برخلاف ابراہیم بن حمزہ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں عبدالرحمٰن بن حارث بھی تھے۔ اور ابراہیم بن حمزہ نے یہ بھی زیادتی کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ تمام صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس بھجوا دیئے تھے جبکہ دوسری جگہ یہ بھی بات بیان فرمائی کہ صرف انہی کا صحیفہ واپس بھجوایا۔

حضرت ابراہیم بن حمزہؒ نے یہ بات بھی متصلاً فرمائی کہ اس حدیث کی روایت میں ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کا ''التابوت'' لفظ میں اختلاف ہوگیا تھا۔ قریش کی ایک جماعت کا کہنا تھا کہ یہ ''التابوت'' ہے جبکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ ''التابوۃ'' ہے۔ پھر جب فیصلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا گیا تو انہوں نے فرمایا تم ''التابوت'' لکھو کیونکہ یہ لغتِ قریش میں ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے موسیٰ بن اسماعیل اور محمد بن عبیداللہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے ابراہیم بن سعد سے نقل کیا ہے۔
(سنن کبریٰ ۲/۴۲-۴۳۔ بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۸۶۔ فتح الباری ۱۰-۱۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ آج کل کا عمل یہ ہے ان تمام آیات کو سورتوں میں اسی طرح جمع کیا گیا ہے۔ ورنہ ہم نے کتاب السنن میں روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سورت کو نماز میں ایسے ایسے طریقہ پر پڑھا تو دوسری نماز میں اُسی سورت کو دوسرے طریقے سے پڑھا، جبکہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سارے قرآن کو حفظ کیا اور جن لوگوں کے سینوں میں مکمل قرآن کریم حفظ تھا ان میں حضرت ابی ابن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ایک انصاری صحابی ابوزید رضی اللہ عنہم تھے۔ بعض محدثین حضرات رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ان صحابۂ کرام کے ساتھ دیگر اور بھی صحابہ تھے۔ ہم نے ان سب کا تذکرہ اپنی کتاب مدخل میں کیا ہے۔

ان تمام تفصیلات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی آیتیں سورتوں میں ہی جمع ہوئی تھیں جبکہ بعض آیتیں سینوں میں محفوظ تھیں اور بعض صفحات وغیرہ پر لکھی ہوئی تھیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے ان کو صحیفوں میں جمع کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا اور چار دانگ عالم میں پھیلایا۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ چونکہ سورۃ البراءۃ سب سے آخر میں نازل ہوئی اس لئے رسول اللہ ﷺ اُس کے بارے یہ بیان نہ کر سکے کہ اس کو قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق کہاں رکھا جائے یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ پھر چونکہ سورۃ براءۃ کے مضامین سورۃ انفال کے مشابہ ہیں، اس لئے حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سورۃ البراءۃ کو سورۃ الانفال کے ساتھ متصل کر دیا۔ یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ہے۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۰۸۶ ص ۲۷۲-۲۷۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سعد العوفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی رَوح بن عبادۃ القیسی نے۔ دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فضل البجلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہوذۃ بن خلیفہ نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عوف بن ابی

جمیلہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن رقاشی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ، فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا کہ آپ نے سورۃ انفال کو سورۃ البراءۃ کے ساتھ ملا دیا حالانکہ سورۃ الانفال تقریباً اسی (۸۰) آیتوں پر مشتمل ہے اور سورۃ براءۃ دوسو (۲۰۰) آیتوں پر مشتمل ہے۔ اور تم نے ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی نہیں لکھی اور تم نے ان کو سات طویل سورتوں میں شامل کر دیا، تمہیں اس بات پر کس نے برانگیختہ کیا ہے؟ (مسند احمد ۱/ ۲۰۸)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ پر مختلف اوقات میں مختلف سورتیں اور آیتیں نازل ہوتی رہی ہیں تو جیسے ہی کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ کاتب وحی صحابی کو بلاتے اور حکم فرماتے کہ اس سورۃ یا آیت کو فلاں جگہ، فلاں سورۃ میں لکھو جس میں فلاں مضمون کا ذکر ہے۔ جبکہ سورۃ الانفال مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اور سورۃ البراءۃ آخر میں نازل ہوئی اور دونوں سورتوں کے مضامین ایک ہی جیسے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بیان نہیں فرمایا کہ ان کو کہاں رکھیں حتیٰ کہ آپ علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسی وجہ سے میں نے دونوں سورتوں کو باہم ملا دیا لیکن درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی۔

آگے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث کا لفظ ہوذۃ روح کی حدیث کے قریب ہے۔ لیکن میرے گمان کے مطابق نبی کریم ﷺ یا کسی اور نے قرآن کریم کو جمع نہیں فرمایا کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے احکام اور طریقہ کار کے اندر منسوخ ہو جانے کا احتمال رہتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ جل شانہ نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی دین کا اختتام فرما دیا مگر ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے :

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون ۔ (سورۃ الحجر : آیت ۹)

ترجمہ : بے شک قرآن کو ہم نے ہی نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (فرما کر قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ بھی فرما دیا)

تاہم حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے ضرورت کی بنیاد پر اس قرآن کریم کو اوراق کے اندر جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے وعدۂ حفاظت کو پورا کرنے پر اتفاق اور اتحاد کر لیا۔

اور جو روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے متعلق نقل کی گئی ہے وہ روایت معوذتین کے ثبوت کے متعلق ہے اور یہ روایت معوذتین کے علاوہ سورتوں کے نزول کے مخالف نہیں ہے۔

اور جو روایت قراءۃ کے اختلاف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ ابتدائی قراءت کے متعلق ہے۔ گویا کہ یہ دونوں روایتیں آیات کی منسوخیت پر دلالت نہیں کرتیں۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہمارے بڑے قاضی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور بڑے قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کے باوجود ہم بہت سی باتیں ابی بن کعب کی چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی سنی ہیں اور بعض چیزیں ہم نہیں چھوڑتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

ماننسخ من ایۃ او ننسھانات بخیر منھا او مثلھا

(سورۃ البقرہ : آیت ۱۰۶)

جب ہم کسی آیت کو منسوخ یا نسیاً منسیا کرتے ہیں تو اُس سے بہتر یا اسی جیسی کوئی دوسری آیت لے آتے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابی اسحاق المزکی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو احمد یعنی حمزہ بن عباس نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ولید الفحام نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو احمد الزبیری نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے حبیب بن ابی ثابت سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے پھر وہی روایت ذکر کی ہے۔ اسی روایت کو امام بخاری سے ثوری نے نقل کیا ہے۔

اور ہم نے روایت کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے پاس ایک مرتبہ مکمل قرآن کریم پیش کیا کرتے تھے مگر اس سال دو مرتبہ قرآن کریم کو پیش کیا، مگر مجھے کیا پتہ تھا کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں : ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن الحسن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن ابی زائدہ نے، انہوں نے فراس سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہی اُوپر والی حدیث ذکر کی ہے۔ اور ان دونوں حدیثوں کو اپنی صحیح میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

اور ہم نے عبیدہ السلمانی سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفات والے سال میں جو قراءت آپ کے سامنے پیش کی گئی یہ وہی قراءت ہے جو اس وقت لوگ پڑھتے ہیں۔

ہم نے اس روایت کو محمد بن موسیٰ بن الفضل سے نقل کیا ہے۔ محمد بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس الأصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالحمید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین الجعفی نے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن جدعان سے، انہوں نے ابن سیرین سے، انہوں نے عبیدہ سے، انہوں نے وہی حدیث ذکر کی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے مطابق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے قرآن بن کر نازل ہونے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اسی طرح اس رسم الخط کے صحیح ہونے میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کو بسم اللہ .... الخ اسی طرح لکھا ہے اور یہ بات بھی اس بات کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اُسی طرح لکھا گیا ہے جس طرح وہ نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

اور تحقیق ہم نے مدخل کتاب میں قرآن کو جمع کرنے میں روایت کا التزام کیا ہے جس کے ذکر کرنے کا ہم نے بیڑا اُٹھایا ہے اللہ ہی کی توفیق سے۔ نیز ہم نے اُس کتاب میں ناسخ ومنسوخ کے اسباب اور قرآن کریم میں جو حکم منسوخ ہوا ہے لیکن تلاوت باقی ہے ان سب کو بھی ذکر کیا ہے۔ یہاں پر ہم دو مثالیں ذکر کرتے ہیں۔

پہلی مثال : قرآن کریم کی تلاوت اور حکم دونوں کے منسوخ ہونے میں ہے۔ اس میں ایک روایت وارد ہے جو کہ حضرت ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سورت کی تلاوت کرتے تھے اور ہم اس سورت کو طوالت اور شدت میں سورۃ البقرہ سے مشابہ قرار دیتے تھے لیکن ہم اس کو اب بھول چکے ہیں سوائے چند آیات کے، اور وہ یہ ہے :

لو کان لا بن ادم وادیان من مال لا بتغی وادیا ثالثا ، ولا یملأ جوف بن ادم الّا التراب

اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش میں ہوگا۔ اور ابن آدم کا پیٹ سوائے قبر کی مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

اور فرمایا کہ ہم ایک سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے جو مسبّحات میں سے کسی ایک سورت کے مشابہ ہوتی تھی لیکن اب میں اس سورت کو بھول چکا ہوں سوائے ایک آیت کے جو مجھے ابھی تک یاد ہے اور وہ یہ ہے :

یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا ما لا تفعلون فتکتب شھادۃ فی أعناقکم فتسالون عنھا یوم القیامۃ

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن نصر الجارودی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سوید بن سعید نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن مسہر نے ، انہوں نے داؤد بن ابی ہند سے نقل کیا ہے ، انہوں نے ابی حرب بن ابی الاسود سے ، انہوں نے اپنے والد سے ، انہوں نے ابی موسیٰ سے وہی حدیث نقل کی ہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے سوید بن سعید سے روایت کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۲۶)

دوسری مثال : جو حدیث ہم نے روایت کی ہے اسی جیسی ایک اور روایت ہے جس کے بارے میں ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن البغد ادی نے ہرات میں ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن محمد بن عیسیٰ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شعیب نے ، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوامامۃ نے ، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رات تہجد کی نماز میں ایک سورت پڑھنے کا ارادہ کیا اُس سورت کے یہ الفاظ پڑھنے کی کوشش کی " قد کان وعاها " مگر وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے زیادہ کسی بھی چیز کے پڑھنے پر قادر نہ ہو سکا۔

پھر وہ شخص صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے گیا۔ اسی دوران یکے بعد دیگرے دوسرے حضرات بھی یہی مسئلہ پوچھنے کے لئے حضور اقدس ﷺ کے پاس پہنچے ، حتیٰ کہ بہت سارے صحابۂ کرام جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کے متعلق پوچھنے لگے اور ہر ایک نے اپنے اپنے جوابات دیئے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلا کر اس کی خبر دی اور اس سورت کی حقیقت معلوم کرنے لگے تو نبی کریم ﷺ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ سورت گذشتہ رات منسوخ کر دی گئی ہے اور تمام لوگوں کے سینوں سے اور جہاں جہاں یہ سورت لکھی ہوئی تھی وہاں سے بھی اس سورت کو مٹا دیا جا چکا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں میرے مطابق اس روایت کو عقیل نے ابن شہاب سے بھی نقل کیا ہے ، انہوں نے ابی اُمامہ بن سہل بن حنیف سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو جس مجلس میں روایت کیا گیا اُس مجلس میں ابن مسیّب بھی موجود تھے۔ لیکن انہوں نے بھی اس حدیث پر کوئی نکیر نہیں کی۔ اس میں حضور علیہ السلام کی نبوت کے دلائل میں ایک ظاہری اور واضح دلیل بھی موجود ہے۔

اور رہا قرآن کا وہ حصہ جو منسوخ نہیں ہوا وہ ابھی تک اللہ تعالیٰ کی حمد و نعمت سے اس طرح محفوظ اور موجود ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اُسی طرح محفوظ رہے گا اور تا قیامت اس میں کوئی کمی زیادتی نہیں ہو سکتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : کہ

لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید

(سورۂ حٰم سجدہ : آیت ۴۲)

یعنی قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آ سکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے۔ یہ خدائے حکیم کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابی المعروف الفقیہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل الأ سفرائنی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن الحسین بن نصر الحذآء نے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ مدنی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن نصر نے ، انہوں نے خالد بن قیس سے نقل کیا ہے ، انہوں نے قتادہ سے ، انہوں نے حسن سے اللہ تعالیٰ کے اس قول :

و انه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه

کے متعلق نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم کی شیطان ملعون سے ایسی حفاظت فرمائی ہے کہ وہ نہ تو اس میں کوئی باطل چیز داخل کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی حق چیز نکال سکتا ہے۔

پھرانہوں نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی :

انا نحن نزلنا الذکرو انّا له لحافظون ۔ (سورۃ حجر : آیت ۹)

اورفرمایا کہ یہ آیت میری اس بات کی تائید کرتی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالحسن علی عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعلی عیسیٰ بن محمد بن احمد بن عمر بن عبدالملک بن عبدالعزیز ابن جریج طوماری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن فہم نے، وہ فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن اکثم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مامون (جوکہ ایک امیر زمانہ تھا) کسی ایک مجلس میں (جومجلس کسی مسئلہ کے غور و خوض کے لئے منعقد کی گئی تھی) اس میں ایک یہودی شخص داخل ہوا جو کہ خوبصورت چہرے والا تھا اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اس کے جسم سے خوب خوشبو مہک رہی تھی۔مزید یہ کہ جب گفتگو کی تو گفتگو بھی جچی تلی کررہا تھا۔جب مجلس منتشر ہوگئی تو مامون نے اُسے بُلایا اور پوچھا کہ کیا تم اسرائیلی ہو؟ کہنے لگا ہاں۔تو مامون نے اس سے کہا کہ تم مسلمان ہوجاؤ تو میں تمہارے ساتھ اچھا، بھلائی کا معاملہ کروں گا۔تو وہ کہنے لگا کہ میرا اور میرے آباؤاجداد کا دین ایک ہے اور میرا دین وہی رہے گا۔یہ کہہ کر وہ یہودی چلا گیا۔پھر وہ ایک سال کے بعد ہمارے پاس مسلمان ہوکر آیا۔

راوی فرماتے ہیں جب اس نے گفتگو شروع کی تو بڑے اچھے انداز میں فقیہانہ طرز پر گفتگو کی۔جب مجلس منتشر ہوگئی تو مامون نے اُسے بُلایا اور کہا کہ کیا تم وہی گزشتہ سال والے آدمی ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں وہی شخص ہوں۔تو مامون نے اس سے کہا تم مسلمان کیسے ہوئے؟ تو وہ کہنے لگا کہ جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں تمام مذاہب کا امتحانی جائزہ لیتا ہوں۔میں چونکہ عمدہ خط لکھنے والا ہوں اس لئے میں نے تورات لکھنے کا ارادہ کیا پھر میں نے تورات کے تین نسخے لکھے۔اس میں اپنی طرف سے کچھ کمی زیادتی بھی کی۔اس کے بعد اُن نسخوں کو یہودیوں کے کلیسا لے گیا تو انہوں نے مجھ سے تینوں نسخے خوشی خوشی خرید لئے۔پھر میں نے اسی طرح کے تین نسخے لکھے اور اس میں بھی اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی کی۔پھر میں عیسائیوں کے گرجا گھر گیا تو انہوں نے بھی مجھ سے خوشی خوشی نسخے خرید لئے۔

پھر میں نے قرآن مجید کے تین نسخے لکھے اور اس میں بھی اپنی طرف سے کچھ کمی زیادتی کی۔پھر میں ان کو تاجر حضرات کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس کے اندر خوب تفتیش کی جب انہوں نے ان نسخوں میں کمی بیشی دیکھی تو انہوں نے خریدنے سے انکار کردیا اور میرے نسخوں کو زمین پر پھینک دیا۔پس اس سے مجھے پتہ لگا کہ یہی آسمانی کتاب محفوظ اور سالم ہے۔اور یہی میرے اسلام لانے کا ذریعہ بنا۔

یحییٰ بن اکثم فرماتے ہیں کہ میں نے اُسی سال حج کیا تو میں نے سفیان بن عیینہ سے ملاقات کی اور یہی حدیث ان کے سامنے بیان کی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس کا مقصد قرآن کریم میں موجود ہے۔میں نے عرض کیا کہ کون سے مقام پر تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل کے بارے میں فرمایا کہ "بما استحفظوا من کتاب اللّٰہ" (سورۃ مائدہ : آیت ۴۴) کہ یہود ونصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری خود باری تعالیٰ نے لی اور فرمایا :

انا نحن نزلنا الذکرو انا له لحافظون ۔ (سورۃ حجر : آیت۹)

ترجمہ : اس قرآن کریم کو ہم ہی نے نازل فرمایا اور اس کی حفاظت بھی ہم کریں گے۔

لہٰذا آج تک قرآن کریم کو کوئی ضائع نہ کرسکا اور نہ ہی کرسکے گا انشاءاللہ۔(مترجم)

پھر میں نے عرض کیا خود کتاب اللہ اور اسلاف کی روایات بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں؟ انہوں نے اپنے ادیان میں تبدیلی کی ہے۔ سب نے اللہ کی کتاب میں تبدیلی کی، پھر عقیدہ بھی اس کے خلاف بنایا، اور اپنی خواہشات نفسانی کی اتباع کی۔ یہاں تک کہ ان کے اقوال و افعال بھی کتاب اللہ کے خلاف ہوگئے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات پر خصوصی کرم فرمایا کہ ان کی کتاب قرآن کی بھی حفاظت فرمائی اور نبی کریم ﷺ کی سُنت کی بھی حفاظت فرمائی اور اُمت محمدیہ ﷺ کے عقائد کی حفاظت فرمائی۔ یہاں تک کہ کوئی شخص بھی عملاً اس میں تبدیلی نہ کرسکا۔ البتہ غفلت اور خواہشاتِ نفسانی کی بنیاد پر اُلٹی سیدھی باتیں کیں لیکن وہ ساری باتیں مکڑی کا جالا ثابت ہوئیں۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

اللہ رب العالمین کا شکر ہے جس نے ہمارے دین کی حفاظت فرمائی اور ہمیں دین کی معرفت عطا فرمائی اور ہم اللہ تعالیٰ سے قیامت تک اسی دین پر قائم رہنے کا سوال کرتے ہیں اور اُس دن میں مغفرت کا سوال کرتے ہیں جس دن دعاؤں کو سُننے والی ذات تمام مُردوں کو جمع کرے گی اور وہ ذات جو چاہے کرسکتی ہے۔ اور رحمتیں نازل ہوں اُس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر۔

باب ۲۸۱

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض اور وفات والی روایات بھی حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت کی گواہی دیتی ہیں۔ اس باب میں ان سب کو جمع کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اپنے غلام اَبی مویہبۃ رضی اللہ عنہ کو اپنی موت کی خبر دینا

اور جس کا نبی کریم ﷺ کو اختیار دیا گیا اور نبی کریم ﷺ کا چناؤ کرنے کی خبر دینا۔
حضور اقدس ﷺ کے مرض اور وفات والی روایات بھی حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور رسالت کی صداقت کی گواہی دیتی ہیں
اس باب میں ان سب کو جمع کیا گیا ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن عمر بن ربیعہ نے، انہوں نے عبید بن حنین سے نقل کیا ہے (جو کہ غلام ہیں حکم کے)، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے غلام مُیہبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مجھے نیند سے بیدار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے ابی مویہبہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت البقیع والوں کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

پس میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ جنت البقیع پہنچا تو رسول اللہ ﷺ ہاتھ اُٹھا کر کافی دیر تک ان کے لئے استغفار کرتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مبارک ہو تمہیں کہ تم اس زندگی میں نہیں ہو جس میں دیگر موجودہ لوگ ہیں۔ پھر فرمایا کہ فتنے اس طرح تمہارے اُوپر چھا جائیں گے جیسا کہ اندھیری رات ہو۔ ہر فتنہ کے پیچھے ایک دوسرا فتنہ ہوگا، پے در پے فتنے ہوں گے یہاں تک کہ بعد میں آنے والا فتنہ گزرے ہوئے فتنہ سے زیادہ سخت ہوگا۔

اے مویھبۃ! میرے سامنے دنیا کے خزانے پیش کیے گئے اور یہ بھی کیا گیا کہ یہ خزانے ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گے، پھر جنت بھی پیش کی گئی مگر میں نے ان دونوں چیزوں میں سے اپنے ربّ سے ملاقات اور جنت کو پسند کیا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ دنیا کے خزانوں اور اس کے ہمیشہ رہنے کو پسند کر لیتے، پھر جنت کو بھی اختیار کر لیتے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، واللہ میں نے اب اپنے ربّ سے ملاقات اور جنت کو اختیار کر لیا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے۔

جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ پر تکلیف کے آثار نمایاں ہوگئے جو کہ بالآخر آپ کو دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف لے گئے۔

مصنف فرماتے ہیں اور ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحفص الریاحی نے۔ (مستدرک حاکم ۳/۵۵۔۵۶)

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن الحمامی المقری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمان النجاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل اور محمد بن غالب نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمر بن عبدالوہاب الریاحی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن عمر ﷺ سے، انہوں نے حکم بن ابی العاص کے غلام عبید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے وہی سند اور وہی حدیث بیان کی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی احمد بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے، انہوں نے ابن طاؤس سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری مدد کی گئی رعب کے ذریعہ، اور مجھے خزانے دیئے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں باقی زندہ رہوں۔ یہاں تک کہ میری اُمت کے ساتھ جو پیش آئے وہ میں دیکھ لوں یا آخرت کو اختیار کر لوں۔ پس میں نے آخرت کو اختیار کر لیا۔

یہ حدیث مرسل ہے اور یہ حدیث بھی ابی مویہبۃ کی حدیث کے موافق ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۲۴)

☆☆☆

باب ۲۸۲

حضور اقدس ﷺ کا اپنی پیاری بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو

اپنی موت کی خبر دینا اور ان کو یہ بتلانا کہ میرے اہل بیت میں سے
سب سے پہلے تم ہی جنت میں مجھ سے ملاقات کرو گی
پھر ایسا ہی ہوا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس السیاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالموجہ محمد بن عمرو الفزاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدان بن عثمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بُلایا اور اُن سے کوئی سرگوشی کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ پھر دوسری بار بلایا اور سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں، پھر بعد میں میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس سرگوشی کے متعلق پوچھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہلے تو اپنی موت کی خبر دی تو میں رونے لگ گئی۔ پھر دوسری بار حضور نے مجھے خبر دی کہ اہل بیت میں سے میں سب سے پہلے جنت میں آپ سے ملاقات کروں گی تو مجھے خوشی ہوئی اور میں ہنس پڑی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحیٰی بن قزعہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے زہیر بن حرب سے نقل کیا ہے انہوں نے یعقوب بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

(بخاری ۵/۶۵۔۶۵۔۶/۱۲۔مسلم۔کتاب فضائل الصحابۃ۔مسند احمد ۶/۷۷۔۶/۲۴۰۔طبقات ابن سعد ۲/۲۴۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سہل بن بکار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے فراس سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عامر سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور ﷺ کے پاس جمع ہو گئیں حتیٰ کہ کوئی بھی باقی نہ رہی حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آ گئیں اور آپ کا چلنا ایسا تھا جیسا کہ اُن کے والد یعنی حضور ﷺ کی چال تھی۔ تو ....

نبی کریم ﷺ نے اُن کو دیکھ کر مرحبا فرمایا، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے دائیں طرف بٹھالیا یا بائیں طرف۔ پھر آپ سے کچھ سرگوشی فرمائی تو آپ رونے لگ گئیں۔ پھر دوبارہ سرگوشی فرمائی تو ہنسنے لگ گئیں۔ پس میں نے بعد میں اُن سے پوچھا کہ خاص طور پر رسول اللہ ﷺ نے تم سے سرگوشی کی اور تم رونے لگ گئیں۔

جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے چلے گئے تو میں نے پوچھا کی حضور ﷺ نے تم سے کیا سرگوشی کی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو ظاہر نہیں کر سکتی۔ پس جب نبی کریم ﷺ وفات پا گئے تو پھر میں نے ان سے کہا کہ میرا تم پر ایک حق ہے جو میں نے تم سے پوچھا تھا تم کیوں نہیں بتلاتیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی کی تھی؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں اب میں بتلا سکتی ہوں۔

پھر بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے سامنے ایک مکمل قرآن کریم پیش فرماتے تھے جبکہ اس سال دو مرتبہ قرآن کریم پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں سمجھا کہ میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا اور اسلاف (یعنی گزرے ہوئے لوگوں میں سے) میں ہی بہتر ہوں گا، پس میں رو پڑی۔ پھر دوسری بار سرگوشی فرمائی اور فرمایا کہ کیا اس پر راضی نہیں ہے کہ تو جنت میں تمام مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہوگی یا یوں فرمایا کہ اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہوگی تو میں ہنس پڑی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں موسیٰ سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے ابی کامل سے نقل کیا ہے جبکہ ان دونوں حضرات نے ابی عوانہ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ مسلم ص ۱۹۰۵۔ مسند احمد ۲۸۲/۶۔ طبقات ابن سعد ۲۴۷/۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المصری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ایوب العلاف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن یزید نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن غزیّۃ نے، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے نقل کیا ہے کہ بے شک ان کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا حدیث بیان کرتی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا ذرا میرے قریب آ ؤ تو وہ قریب ہوگئیں تو نبی کریم ﷺ نے ذرا سی دیر اُن سے سرگوشی فرمائی پھر آپ ہٹ گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔ پھر ذرا دیر سے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے بیٹی! میرے قریب آنا، آپ قریب ہوگئیں۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے سرگوشی فرمائی، پھر آپ ہٹ گئیں اور ہنسنا شروع کر دیا۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی فرمائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھ کو پتہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی میں ایک راز بیان فرمایا ہے تو ان کے راز کو کیسے ظاہر کر دوں حالانکہ رسول اللہ بقید حیات ہیں۔

راوی فرماتے ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بری لگی کہ یہ راز میرے علاوہ دوسرے کو کیوں بتلایا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم نے مجھے وہ بات نہیں بتائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہاں اب میں بتا سکتی ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک بار مکمل قرآن کریم میرے سامنے پیش فرماتے تھے مگر اس سال دو بار قرآن کریم پیش کیا اور مجھے یہ خبر دی کہ ہر نبی کے بعد جب بھی کوئی نبی آیا وہ بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کی عمر کا نصف حصہ عمر زندہ رہے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے اس حساب سے میرا اندازہ ہے کہ میں ساٹھ (۶۰) سال کے لگ بھگ دنیا سے چلا جاؤں گا۔ بس اس بات نے مجھے رُلا دیا۔ اور فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی! مسلمان عورتوں میں تم سے زیادہ میں کسی کو سنجیدہ اور باوقار نہیں دیکھتا اس لئے تم صبر کرنے میں کمی نہ کرنا یعنی خوب صبر کرنا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر دوسری بار حضور ﷺ نے علیہ السلام نے سرگوشی میں مجھے خبر دی کہ میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے جنت میں مجھ سے ملاقات کرو گی۔ اور فرمایا کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہوگی، مگر بزرگ خواتین میں مریم بنت عمران کا بھی ایک مقام ہوگا۔ پھر میں اس بات پر خوشی سے ہنسنے لگی۔ روایت میں اسی طرح ہے۔

اور تحقیق ابن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا تو اس وقت آپ کی عمر تینتیس (۳۳) سال کی تھی۔

جبکہ وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ آپ کی عمر بتیس (۳۲) سال تھی۔ بہر حال ابن مسیب کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے جبکہ وہب بن منبہ کا قول مرادِ حدیث ہوسکتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ آسمان سے زمین پر اُترنے کے بعد جتنا عرصہ زمین پر رہیں گے وہ عرصہ بتیس (۳۲) سال ہوں گے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن محمد عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الاسفاطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباد بن عوام نے بلال بن خباب سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب " اذا جآء نصرالله والفتح " نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھے میری موت کی خبر دی جا چکی ہے جس پر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ پھر دوبارہ ہنسنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے بتلایا کہ مجھے حضور ﷺ نے اپنے فوت ہونے کی خبر دی تو میں رو پڑی پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم صبر کرنا میرے اہل میں سے تم سب سے پہلے جنت میں میرے ساتھ آ کر ملو گی تو میں خوشی سے ہنس پڑی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن مرزوق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے ابی بشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ﷺ بڑے بڑے صحابہ کی موجودگی میں مجھ سے سوالات کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم ہم سے سوالات کرتے ہو حالانکہ تم جیسی تو ہماری اولاد ہے۔ تو حضرت عمر ﷺ نے اُن سے کہا کہ میں تو اس وجہ سے پوچھتا ہوں کہ آپ علم میں مجھ سے بڑھے ہوئے ہیں۔

راوی فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر ﷺ نے اُن سے " اذا جآء نصرالله والفتح " کے متعلق پوچھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے اُن سے کہا کہ ہاں اس میں حضور ﷺ کی موت کی خبر دی گئی ہے اور پھر آپ نے مکمل سورۃ " انه كان توابا " تک پڑھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا واللہ میں بھی اس سے زیادہ نہیں جانتا تھا سوائے اس کے جو آپ نے بتلایا ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں محمد بن عرعرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۹۷۰۔ فتح الباری ۷۳۴/۸۔ ۷۳۵)

مصنف فرماتے ہیں یہ تمام احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر آپ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس سال حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کو دو مرتبہ مکمل قرآن کریم پیش فرمایا اور یہ آپ ﷺ کی وفات کی دوسری علامت تھی۔ اور نبی علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کا تذکرہ کرنا یہ بھی آپ علیہ السلام کی وفات کی علامت ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کو دنیا و آخرت کے اختیار کرنے کا اختیار دینا اور آپ علیہ السلام کا آخرت کو پسند فرمانا یہ بھی آپ علیہ السلام کے وفات کی علامت ہے۔ لہٰذا جس صحابی نے جو روایت جس طرح سُنی انہوں نے اُس روایت کو اُسی طرح روایت کیا ہے۔

☆☆☆

باب ۲۸۳

حضور اکرم ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو

ابتدائی مرض میں اپنی موت کا اشارۃً خبر دینا۔ پھر خاص طور پر اپنی موت کی آمد کی خبر دینا اور یہ بتلانا کہ میری موت شہادت والی ہوگی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حدیث میں تذکرہ کرنا

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید عثمان بن عبدوس بن محفوظ فقیہ جنزروذی اور ابوعبدالرحمٰن بن محمد بن الحسین سلمی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد یحییٰ بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسین الترکی نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن اسحاق السراج نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سلیمان بن بلال نے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سر میں درد تھا۔ تو ایک مرتبہ کہنے لگیں، ہائے میرا سر پھٹا جا رہا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ (تجھے کیا فکر ہے) اگر تو میری زندگی میں مرگئی تو میں تیرے لئے دعا اور استغفار کروں گا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں ہائے مصیبت! آپ میری موت چاہتے ہیں۔ میرے مرنے سے آپ کا کیا بگڑے گا۔ آپ تو اُسی دن شام کو جا کر مزے سے کسی بی بی سے صحبت کریں گے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تیری بیماری کیا ہے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ دیکھو میں نے یہ قصد کیا ہے کہ کسی کو بھیج کر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بلاؤں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کر دوں۔ ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور کہیں کہ خلافت ہمارا حق ہے، یا آرزو کرنے والے کسی اور بات کی آرزو کریں پھر میں نے اپنے دل میں خود ہی کہا کہ اس کی ضرورت کیا ہے خود اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بننے نہیں دیں گے اور نہ ہی کسی کی خلافت کو قبول فرمائیں گے۔

امام بخاری نے اس روایت کو اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔ (بخاری۔ حدیث ۵۶۶۶۔ فتح الباری ۱۰/۱۲۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ حضرات فرماتے ہیں دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن المغیرہ بن الاخنس نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ کے سر میں درد تھا جبکہ میں نے اپنے دردِ سر کی شکایت کی اور میں نے کہا کہ ہائے میرا سر پھٹا جارہا ہے۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنی فکر مت کرو، میرے سر میں زیادہ درد ہو رہا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر تو مجھ سے پہلے مرگئی تو تیرے معاملات سنبھالنے کو میں ہوں اور تیرا جنازہ پڑھ کر تجھے دفنا دوں گا۔ تو میں نے (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا کہ بخدا اگر اسی طرح ہوگیا جیسا آپ فرمارہے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ آپ کا کچھ نہیں بگڑے گا، آپ تو جاکر شام کو کسی بی بی سے مزے سے صحبت کریں گے۔

اس بات سے رسول کریم ﷺ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی تکلیف زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ ازواج مطہرات سے ملنے کے لئے ان کے گھروں میں چکر لگا رہے تھے۔لیکن جب تکلیف بڑھی تو آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے تو آپ وہیں ٹھہر گئے اور وہاں سارے گھر والے جمع ہوگئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے فرمایا کہ مجھے لگتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ذات الجنب کی بیماری لگ گئی ہے لہٰذا ہم دوائی آپ کے منہ میں ڈالتے ہیں جب دوائی ڈالی تو آپ کو افاقہ بھی ہوگیا۔تو حضور ﷺ نے مجھے دوائی کس نے دی تھی؟ سب حضرات نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس نے دی تھی اس خوف سے کہ شاید آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہو۔تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بیماری شیطان کی جانب سے لاحق ہوتی ہے اور شیطان مجھ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلط نہیں ہوسکتا۔لہٰذا جتنے بھی گھر والے ہیں ان کو بھی اسی طرح منہ میں دوائی ڈالو جس طرح انہوں نے میرے منہ میں ڈالی تھی۔مگر میرے چچا کو (احتراماً) نہ ڈالی جائے۔البتہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی اس سے مستثنیٰ تھیں کیونکہ وہ اس دن روزہ رکھے ہوئے تھیں۔اس بات پر حضور ﷺ کے سامنے عمل کیا گیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دیگر ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میں اپنے مرض کے ایام اپنے گھر یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاروں گا۔ پھر آپ علیہ السلام حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص جس کا نام امام بیہقی نے ذکر نہیں کیا (مگر ان کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے بخاری کی کتاب المغازی۔مترجم) کے ذریعہ یعنی اُن کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے۔

(بخاری۔کتاب المغازی۔فتح الباری ۸/۱۴۷۔بخاری۔کتاب الطب۔فتح الباری ۱۰/۱۶۶۔مسلم۔کتاب السلام ص ۱۷۳۳۔مسند احمد ۶/۵۶)

عبیداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم اُس دوسرے آدمی کا نام جانتے ہو؟ جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تذکرہ نہیں فرمایا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن یحییٰ الاشقر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن صالح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عتبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یوں فرماتی تھیں کہ جس مرض میں حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا آپ علیہ السلام اُس مرض کی حالت میں مجھے فرمارہے تھے کہ اے عائشہ! جو کھانا خیبر میں مجھے کھلایا گیا میں آج بھی اس کی تکلیف کو محسوس کررہا ہوں اور اس وقت اُس زہریلے کھانے کی وجہ سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے یونس کے قول سے نقل کیا ہے۔(بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۴۲۸۔فتح الباری ۸/۱۳۱۔مسند احمد ۶/۱۸)

اور مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے، انہوں نے اعمش سے نقل کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن مرّہ سے، انہوں نے ابی الاحوص سے، انہوں نے عبداللہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نو مرتبہ قسم کھا کر حضور علیہ السلام کے قتل ہونے کی خبر دوں اس سے بہتر ہے کہ میں ایک ہی قسم اُٹھاؤں اور کہوں کہ حضور علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو ایک نبی بنایا پھر ان کو شہید بنایا ہے۔

باب ۲۸۴

حضور ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر مرض کے ایام بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزارنا اور زمانۂ مرض میں غسل فرما کر صحابۂ کرام کے پاس جا کر ان کو نماز پڑھانا پھر خطبہ دینا اور پھر ان کو اپنی موت کی خبر دینا اور حضور علیہ السلام کی صحبت اختیار کرنے والوں کو امن واحسان کے حصول کی خبر دینا۔ یہ بات حضور ﷺ کی شان عظیم بلند مرتبہ پر دلالت کرتی ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے، انہوں نے لیث سے نقل کیا ہے۔

مصنف دوسری سند سے فرماتے ہیں کہ اور ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابی طاہر العنبری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر عمر بن حفص السدوسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث بن سعد نے، انہوں نے عقیل بن خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب نبی علیہ السلام بیمار ہو گئے اور آپ کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میں اپنے ایام بیماری بی بی عائشہ کے ہاں گزارلوں تو تمام ازواج مطہرات نے اجازت دے دی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے نکلے۔ مرض کی وجہ سے حالت ایسی تھی کہ چلتے ہوئے آپ کے قدم مبارک گھسٹ رہے تھے۔ آپ ﷺ جن دو آدمیوں کے سہارے چل رہے تھے اُن میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے جبکہ راوی نے دوسری شخصیت کا ذکر نہیں فرمایا لیکن عبیداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ تمہیں پتہ ہے وہ دوسرے شخص کون تھے؟ جن کا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں بتلایا، تو میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوسرے شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

راوی یہ بھی فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حدیث بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے تو آپ کی تکلیف اور زیادہ بڑھ گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات مشکیں پانی کی ایسی لاؤ جس کے منہ نہ کھولے گئے ہوں اور میرے اُوپر بہاؤ شاید طبیعت بہتر ہو جائے تا کہ میں لوگوں کو وصیّت کر سکوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے آپ ﷺ کو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک کنگال (ٹپ) میں بٹھایا۔ پھر ہم نے آپ پر مشکیں چھوڑنا شروع کیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اب بس کرو پھر آپ لوگوں کی طرف برآمد ہوئے اور ان کو نماز پڑھائی اور وعظ فرمایا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن بکیر اور سعید بن عفیر سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے لیث سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ حدیث ۴۴۴۲۔ فتح الباری ۱۴۱/۸)

جبکہ امام مسلم نے لیث سے دوسری سند سے ذکر کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۳۱۲۔۳۱۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ اور یحییٰ بن منصور قاضی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالمثنیٰ نے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الہیثم الشعرانی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فلیح بن سلیمان نے، انہوں نے ابی نصر سالم سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبید بن حنین اور بشر بن سعید سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی سعید الخدری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہما سے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دنیا اور اللہ کے پاس دنیا اور آخرت جو اللہ کے پاس ہے ان دونوں کا اختیار دیا تو اُس شخص نے اس کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے۔ ہم اُن کے رونے سے تعجب میں پڑ گئے کہ حضور علیہ السلام نے تو ایک شخص کا ذکر فرمایا ہے جس کو اختیار دیا گیا تھا حالانکہ وہ خود حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی تھی جس کو اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سے سب سے زیادہ اس بات کو جانتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تم مت روؤ۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ جان و مال کے اعتبار سے ابوبکر سے زیادہ کسی نے مجھ پر اتنا احسان نہیں کیا جتنا کہ ابوبکر نے کیا۔ اور فرمایا کہ اگر مجھے دنیا میں کسی کو خلیل بنانے کا ہوتا تو میں ابوبکر کو بناتا۔ لیکن چونکہ خلیل بنانے کا اختیار نہیں ہے البتہ اسلامی محبت و بھائی چارگی رہے گی۔ اور فرمایا کہ مسجد نبوی میں کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کر دو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ یہ ابن عبدان کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ صحیح میں محمد بن سنان سے اس نے فلیح سے اور مسلم نے سعید سے روایت کی ہے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ باب فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے نقل کیا ہے انہوں نے ابن ابی معلیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دنیا میں اس کی مرضی کے مطابق اور دنیا میں ہر چیز کے کھانے وغیرہ میں اس کی مرضی کے مطابق اور اپنے ربّ سے ملاقات کے درمیان اختیار دیا پس اس شخص نے اپنے ربّ سے ملاقات کو ترجیح دی ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق ﷛ رونے لگ گئے۔ تو دیگر اصحاب رسول ایک دوسرے سے تعجب سے کہنے لگے کہ تم اس بوڑھے کو تو دیکھو! کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک شخص کا تذکرہ فرمایا ہے جس کو اللہ رب العزت نے دنیا اور جو کچھ عیش و عشرت اس میں ہے اور اپنے رب سے ملاقات کے درمیان اختیار دیا ہے پس اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ترجیح دی ہے۔ مگر چونکہ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ حضور ﷺ کو اچھی طرح جانتے تھے اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم تو اپنے مال اور اپنی اولاد کو آپ پر نچھاور کر دیں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں مجھ پر ساتھ اور مال کے اعتبار سے ابن ابی قحافہ سے زیادہ کوئی احسان کرنے والا نہیں ہے۔ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ (لیکن خلیل بنانے کی چونکہ اجازت نہیں ہے) اس لئے محبت، بھائی چارگی ان سے ہمیشہ رہے گی جبکہ تمہارا ساتھی اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ) (ترمذی۔ کتاب المناقب)

اس روایت کو ابو سعید خدری اور ابوالمعلی انصاری نے حضور ﷺ کے خطبہ سے روایت کیا ہے اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور ﷺ اپنے مرض الوفات میں غسل فرما کر اپنے گھر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی طرف خطبہ دینے کے لئے نکلے۔

اور اس روایت پر دوسری روایت بھی دلالت کرتی ہے اُس کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یعلیٰ بن حکیم کو عکرمہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا، انہوں نے ابن عباس ﷛ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں سر پر پٹی باندھ کر گھر سے باہر نکلے۔ پس آپ منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سے اپنی جان و مال کے اعتبار سے سب سے زیادہ احسان ابوبکر کے علاوہ کسی نے مجھ پر نہیں کیا اور فرمایا اگر مجھے دنیا میں اپنا خلیل بنانے کا اختیار ہوتا تو میں ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔ لیکن اسلامی محبت اور دوستی سب سے زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ اور فرمایا کہ میری مسجد میں کھلنے والے سارے دروازے بند کر دو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ (رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن محمد الجعفی سے نقل کیا ہے، انہوں نے وہب بن جریر بن حازم سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل الصحابۃ)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابی طاہر العنبری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی زکریا بن عدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ نے، جو کہ بیٹے ہیں عمرو دقی کے، انہوں نے زید بن ابی اُنیسہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے عمرو بن مرّہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن الحارث سے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جندب نے، کہ انہوں نے نبی کریم کو وفات سے پانچ روز قبل یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے بہت سے دوست اور بھائی ہیں اور میں نے ہر دوست کی دوستی کا بدلہ چکا دیا ہے۔ اور اگر مجھے دنیا میں خلیل بنانے کا اختیار ہوتا تو میں ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔ اور بے شک میرے رب نے مجھے ایسے خلیل بنایا ہے جیسا کہ میرے والد ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ اور فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اپنے نبیوں اور اپنے نیک صلحاء لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا مگر تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

اس روایت کو امام مسلم نے اسحاق بن ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/۳۷۸)

مصنف فرماتے ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ یہ خطبہ وعظ کے دوران بیان فرمایا ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مہدی بن رستم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حنظلۃ الغسیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مرض الوفات میں اپنے گھر سے اس حالت میں نکلے کہ آپ کے سر پر ایک چکنے کپڑے کی پٹی بندھی تھی اور ایک چادر دونوں کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی۔ آپ منبر پر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا امابعد! اے لوگو! تو میں تو بڑھتی جاتی ہیں لیکن تم انصار کم ہوتے جارہے ہو، حتیٰ کہ کم ہوتے ہوئے مثل کھانے میں نمک کے برابر رہ جاؤ گے۔ پھر تم میں سے جس شخص کو ایسی حکومت ملے جس میں لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار ہو تو انصار کے اچھے آدمی کی قدر کرے اور بُرے آدمی کے قصور کو معاف کردے۔

راوی فرماتے ہیں کہ یہ مجلس حضور ﷺ کی آخری مجلس تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا وصال ہوگیا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی نعیم وغیرہ سے نقل کیا فرمایا ہے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن الغسیل سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب مناقب انصار۔ حدیث ۳۸۰۰۔ فتح الباری ۱۲۲/۷)

فائدہ : حضور ﷺ کا انصار کے بارے میں وصیت کرنا کہ ''لوگو! تم میں سے کوئی حکومت کرے تو انصار کا خیال رکھنا''۔ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد خلافت کا حق انصار کو نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن عمرو نے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے ایوب بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں ارشاد فرمایا میرے اُوپر سات مختلف کنوئیں کے مختلف پانی کے مشکیزے ڈالو تا کہ طبیعت بہتر ہو تو لوگوں کو کچھ کرنے کے لئے نکلوں۔ صحابۂ کرام نے اسی طرح کیا تو پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کو وصیّت کے لئے نکلے۔ آپ منبر پر بیٹھے، آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد سب سے پہلے جو بات ذکر فرمائی اس میں اُحد کے صحابہ کا ذکر فرمایا پھر ان کے لئے استغفار فرمایا اور دعا کی۔ پھر فرمایا اے مہاجرین کی جماعت! تحقیق تم تو بڑھتے جاؤ گے مگر انصار کی یہ حالت نہیں رہے گی (یعنی وہ کم ہوتے چلے جائیں گے)

اور فرمایا کہ یہ انصار میری جان ہیں میں ان میں رہا ہوں، لہٰذا تم ان کے نیک آدمی کا اکرام کرنا اور بُرے آدمی سے درگزر والا معاملہ کرنا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو دنیا میں رہو یا میرے ساتھ ملاقات کرلو تو اس بندے نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو چُن لیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سُن کر آپ ﷺ کی بات سمجھ گئے اور لوگوں میں وہی رونے لگ گئے اور عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ اور ہماری اولاد آپ پر قربان ہوں (یعنی آپ ایسی بات کیوں کہتے ہیں)۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر صبر کرو۔ پھر فرمایا اے لوگو! مسجد کی طرف کھلنے والے سارے دروازے بند کردو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ کیونکہ میں ابوبکر سے علاوہ کسی کو اتنا زیادہ معاون اور مددگار نہیں پاتا جتنا ابوبکر کو پاتا ہوں۔ (ابن کثیر ۲۲۹/۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے اور جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اس میں آپ علیہ السلام نے غسل کرنے کے بعد ارشاد فرمائی اور لوگوں کو وصیّت فرمائی اور اپنی موت کی خبر دی۔

مصنف فرماتے ہیں اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فروہ بن زبید بن طوسا نے حضرت عائشہ بنت سعد سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے اُم ذرہ سے، انہوں نے

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جو کہ حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام مرض الوفات میں جب گھر سے نکلے تو آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جب آپ علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں نے منبر کو گھیر لیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات بابرکات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں قیامت کے روز حوض کوثر پر کھڑا ہوا ہوں گا۔ پھر آپ علیہ السلام نے کلمہ شہادت پڑھا۔ کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد سب سے پہلے جو بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ آپ نے غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والے صحابۂ کرام کے لئے استغفار پڑھا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو یہ اختیار دیا ہے کہ خواہ دنیا کو پسند کرے یا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو تو اُس بندہ نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو چُن لیا ہے۔ یہ بات سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رونے لگے۔ ہمیں ابوبکر کے رونے پر بڑا تعجب ہوا۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور ہم اپنے والدین اور اپنی جان و مال آپ پر قربان کردیں گے پھر ہمیں علم ہوا کہ جس شخص کی اللہ تعالیٰ کے اختیار کی خبر دی گئی وہ خود حضور علیہ السلام ہی کی ذاتِ بابرکات تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو ہم سے زیادہ جانتے تھے اس لئے وہ فوراً حضور علیہ السلام کی بات کو سمجھ گئے تو حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کہ تم صبر کرو۔

(البداية والنهاية ۵/۲۲۹)

باب ۲۸۵

تذکرہ ایک خطبہ کا جس میں حضور ﷺ کا حقوق کی ادائیگی کے لئے لوگوں کے سامنے اپنی جان اور مال کو پیش کرنا اور کہنا کہ اگر کسی کا کوئی حقِ جسمانی یا مالی ہو تو وہ وصول کرلے تاکہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو میرے اُوپر کسی کا کوئی حق نہ ہو اور حضور علیہ السلام کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے چند باتیں بیان فرمانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی قماش یعنی محمد بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل ابوعمران الجبلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معن بن عیسیٰ القزاز نے حارث بن عبدالملک بن عبداللہ بن ایاس اللیثی سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے قاسم بن یزید بن عبداللہ بن قسیط سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ میرے پاس حضور ﷺ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ شدید بخار میں تپ رہے تھے اور سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ اے فضل! میرا ہاتھ پکڑو۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے ہاتھ پکڑ لیا یہاں تک کہ حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو اور لوگوں کو آواز لگا کر جمع کرو۔ میں نے الصلوٰۃ جامعۃ کی آواز لگائی تو لوگ جمع ہوگئے۔ پھر نبی کریم ﷺ وعظ فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور اما بعد!

کے بعد ارشاد فرمایا، اے لوگو! میرے اور تمہارے درمیان بہت سے حقوق متعلق ہیں اور تم مجھے دوبارہ اس مقام پر نہ دیکھ سکو گے اور میں دوبارہ اس مقام پر کھڑے ہونے سے بے پرواہوں (یعنی کھڑا نہیں ہوسکوں گا)

سنو! اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کبھی کوڑا مارا ہو تو میری پیٹھ حاضر ہے بدلہ لے سکتے ہو۔ اور اگر میں نے کسی سے مال لیا ہو تو یہ میرا مال حاضر ہے اس میں سے اپنا مال واپس لے لے، اور اگر میں نے کسی کی بے عزتی کی ہو تو بھی موجود ہوں بدلہ لے لے۔ اور فرمایا کہ پھر کوئی کہنے والا ہرگز یہ نہ کہے کہ میں نے تو اس وجہ سے بدلہ نہیں لیا کہ کہیں حضور ﷺ کے دل میں میری طرف سے عداوت پیدا نہ ہو جائے۔ کیونکہ کسی سے دشمنی رکھنا میری شان ہی کے خلاف ہے بلکہ میری فطرت کے بھی خلاف ہے۔ اس وقت تم میں سب سے مجھے وہ شخص پسند ہوگا جو مجھ سے اپنا حق وصول کر لے اگر ہے۔ اور میں نے اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیا ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو اس حالت میں کروں کہ میرے اُوپر کسی کا کوئی حق نہ ہو۔

حضرت فضل فرماتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میرے آپ پر تین درہم ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی کی کوئی بات نہیں جھٹلاؤں گا اور نہ ہی کسی کو اس کی بات پر قسم دوں گا کہ واقعی تمہارے درہم میرے پاس ہیں یا نہیں۔ تو اُس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کو یاد نہیں ہے کہ فلاں موقع پر ایک سائل آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس کو تین درہم دے دو تو میں نے اس کو تین درہم دیئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل کو حکم دیا کہ اس شخص کو تین درہم دے دو۔ فضل فرماتے ہیں میں نے اس کو تین درہم دیئے پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔

نبی کریم ﷺ نے پھر اپنی بات دوبارہ دہرائی اور فرمایا، اے لوگو! اگر تم میں سے کسی کے پاس مالِ غنیمت میں سے بغیر تقسیم کے لی ہوئی کوئی بھی چیز ہو وہ واپس کر دے۔ تو ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے فلاں جہاد میں مالِ غنیمت میں سے تین درہم لے لئے تھے۔ نبی کریم نے فرمایا کہ تم نے کیوں لئے تھے تو اس نے عرض کیا کہ مجھے سخت محتاجی تھی اس لئے لئے تھے۔ پھر نبی کریم نے حضرت فضل سے فرمایا کہ اس سے تین درہم وصول کرلو۔

نبی کریم ﷺ نے پھر اپنی پہلی والی بات دہرائی اور فرمایا اے لوگو! اگر کوئی شخص بھی اپنے دل میں کوئی بات محسوس کرتا ہو یا کسی کے دل میں کوئی بھی شک وشبہ ہو وہ کھڑا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اللہ تعالیٰ برتر و بالا ہیں وہ ضرور معاف فرمانے والا ہے۔

حضرت فضل فرماتے ہیں ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! میں تو منافق ہوں، جھوٹا ہوں اور بہت زیادہ سونے والا ہوں تو فوراً حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی بول پڑے اور اُس شخص کو فرمایا، ارے تیرا ستیاناس ہو جائے اللہ تعالیٰ نے تیرے عیب کو چھپا دیا تھا لہٰذا تو بھی چھپالیتا۔ تو نبی کریم ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا رک جاؤ ابن خطاب۔ اے ابن خطاب! دنیا کی رُسوائی آخرت کی رُسوائی کے مقابلہ میں ہلکی اور آسان ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے اُس کے لئے دعا فرمائی، اے اللہ! اس کو صدق اور ایمان کامل فرما اور اس کے زیادہ سونے کو دُور فرمادے۔

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ ہے اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق بھی عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۳۱)

☆☆☆

باب ۲۸۶

مرض الوفات میں جمعرات کے دن حضور ﷺ کا شدتِ مرض میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے کچھ وصیّت لکھنے کی فکر کرنا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمالیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا مطمئن ہونا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد البصری نے مکہ میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث حسن بن محمد الزعفرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے سلیمان بن ابی مسلم سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ انہوں نے ابن عباس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن المدینی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان کو سعید بن جبیر کا ایک قول نقل کرتے ہوئے سُنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس ﷺ نے ایک مرتبہ یوم الخمیس کا تذکرہ فرمایا، پھر فرمایا تمھیں پتہ ہے کہ یوم الخمیس کیا ہے؟ پھر رونے لگ گئے، اتنے روئے کہ اُن کے رونے کی وجہ سے پتھر اور خود ان کی داڑھی بھی تر ہوگئی۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا، اے ابوالعباس یوم الخمیس کا کیا مسئلہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کا مرض بہت بڑھ گیا تھا اور نبی کریم نے فرمایا کہ تم کاغذ قلم لے آؤ تا کہ میں تمھیں وصیّت لکھ دوں، تم اس کے بعد گمراہ نہیں ہوگے۔

راوی فرماتے ہیں کہ اُسی وقت لوگوں میں کچھ تنازعہ ہوگیا حالانکہ حضور علیہ السلام کے سامنے تنازعہ کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں تھا۔ کسی نے کہا کہ شاید بیماری کے شدید ہونے کی وجہ سے بُڑبُڑا رہے ہوں چلو دوبارہ پوچھتے ہیں۔ جب حضور ﷺ سے دوبارہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم چلے جاؤ میں بھی کام میں مشغول ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بُلاتے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے زبانی تین باتوں کی وصیّت فرمائی۔

(۱) فرمایا تم مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

(۲) میں جس طرح وفود کا اکرام کیا کرتا تھا تم بھی اسی طرح اُن کا اکرام کرنا۔

راوی فرماتے ہیں کہ

(۳) تیسری وصیّت پر آپ علیہ السلام خاموش ہوگئے یا تیسری وصیّت بھی بیان فرمائی۔ (مگر راوی اس کو بھول گئے تھے)۔

ان میں حضرت علی بن مدینی کی حدیث کے الفاظ ہیں اور یہی مکمل تام ہیں۔ لیکن علی نے فرمایا کہ سفیان فرماتے ہیں کہ صحابہ نے سمجھا کہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے خلیفہ بنانے کے بارے میں ہی لکھیں گے۔

اسی روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے سفیان سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۱۔ فتح الباری ۱۳۲/۸۔ مسلم ص ۱۲۵۷/۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن علی الصنعانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم بن عباد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا، انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو گھر میں بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے، ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا لے آؤ کچھ میں تمہیں کچھ وصیت وغیرہ لکھ دوں کہ تم اس کے بعد بھی گمراہ نہیں ہو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت سخت تکلیف میں ہیں لہٰذا لکھنے کی تکلیف دینا مناسب نہیں ہے جبکہ قرآن کریم تمہارے پاس موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے (مزید کی تکلیف آپ ﷺ کو نہ دی جائے)۔

اسی دوران اہل بیت میں کچھ اختلاف پیدا ہوا اور لگے بحث مباحثہ کرنے کہ بعض اُن میں سے یہ فرمارہے تھے کہ حضور ﷺ کو کاغذ قلم لا دو تاکہ کچھ وصیت وغیرہ لکھ دیں، جبکہ بعض حضراتِ صحابۂ کرام جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ فرمارہے تھے کہ ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ بحث ومباحثہ اور اختلاف بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اُٹھو اور چلے جاؤ۔

عبداللہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ ہائے مصیبت وائے مصیبت بحث ومباحثہ اور جھگڑے میں مشغول ہو کر حضور علیہ السلام کو یہ کتابی وصیت نہ لکھنے دی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں علی بن المدینی وغیرہ سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے محمد بن رافع وغیرہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۲۔ فتح الباری ۱۳۲/۸۔ مسلم۔ کتاب الوصیۃ ص ۱۲۵۹)

فائدہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لکھنے سے منع کرنے کا مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ السلام تکلیف کی شدت میں ہیں اس لئے ابھی ضروری نہیں بعد میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کو لازماً ضروری کوئی بات لکھنی تھی تو آپ علیہ السلام کسی کے اختلاف اور جھگڑے کی پرواہ نہ کرتے اور وہ بات لکھ کر ہی دم لیتے کیونکہ یہ بات آپ کے منصب رسالت ہی کے خلاف ہے کہ اُمت کے لئے وصیت کو ترک کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بلّغ ما انزل الیك من ربّك .... الخ

(سورۃ المائدہ: آیت ۶۷)

ترجمہ: اے رسول! جو چیز تم پر نازل فرمائی ہے اس کو لوگوں تک پہنچایئے۔

جب نبی کریم ﷺ نے اسلام کے دوسرے احکامات کے پہنچانے میں کسی کی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہ کی تو یہاں بھی نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ کوئی اہم بات نہیں لکھنی تھی۔

حضرت سفیان بن عیینہ نے جو بات اہل علم سے نقل کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ابوبکر کی خلافت کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے لیکن پھر اس اعتماد کی وجہ سے ترک کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر ہی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ فرما دیا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے ابتداء مرض میں یہ بات بیان فرمائی تھی کہ اللہ جل شانہ اور مؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے خلیفہ بننے پر راضی ہی نہیں ہوں گے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے پھر کچھ بھی نہیں لکھا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات ہی میں حضرت ابوبکر ؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دے کر ساری اُمت پر یہ بات واضح فرمادی کہ میرے بعد اگر کوئی خلیفہ ہوگا تو وہ ابوبکر ہوگا۔ اور اگر اس کا مقصد یہ تھا کہ میں کوئی ایسی بات لکھ دوں جس سے دین میں کسی قسم کا اختلاف باقی نہ رہے تو حضرت عمر ؓ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو کامل و اکمل بنادیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ

الیوم اکملت لکم دینکم۔ (سورۃ المائدہ، آیت ۳)

ترجمہ: آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔

اور حضرت عمر ؓ یہ بھی جانتے تھے کہ قیامت تک رونما ہونے والے سارے واقعات کا حل قرآن کریم اور سنت رسول میں موجود ہے خواہ صراحتاً ہو یا نصاً بہر حال حل موجود ہے۔ ان تمام باتوں کے واضح موجود ہونے کی وجہ سے حضرت عمر ؓ نے جب کہ حضور علیہ السلام مرض کی شدت میں مبتلا ہیں تو آپ نے حضور ﷺ کی راحت رسانی کی وجہ سے مزید لکھنے سے منع فرمایا اور حضور ﷺ کے دیگر ارشادات پر اقتصار فرمایا جو اُمت کے لئے کافی اور واقعی ہیں جن کا تذکرہ دیگر نصوص میں صراحتاً یا اشارۃً موجود ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے یہ بھی سوچا کہ اہل علم جو اجتہاد و استنباط کرتے ہیں اُن کے فضائل بھی اپنی جگہ پر حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق موجود ہیں اور اہل اجتہاد قرآن وحدیث سے استنباط کر کے فروع کو اصول کے مطابق بناتے ہیں اور جس کے لئے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ''جب کوئی حاکم اجتہاد کرتا ہے اور وہ اپنے اجتہاد میں کامیاب ہوجاتا ہے تو اُس کے لئے دُہرا اجر ہوتا ہے لیکن اگر وہ خطاء کر گیا تو بھی ایک اجر تو اُس کو ملتا ہے''۔

(بخاری۔ کتاب الاعتصام بالسنۃ۔ حدیث ۷۳۵۲۔ فتح الباری ۳۱۸،۱۳۔ مسلم۔ کتاب الاقضیہ ص ۱۳۴۲/۳)

یہ ارشاد گرامی بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعض احکام کی ذمہ داری مجتہدین علماء کرام پر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دو قسم کے اجر رکھے ہیں۔ ایک اجر ان کے اجتہاد کرنے کی وجہ سے ان کو ملتا ہے اور دوسرا اجر اس وجہ سے ملتا ہے کہ انہوں نے بعینہ قرآن و سنت کے مطابق صحیح اجتہاد کیا اور جو مجتہد اپنے اجتہاد کی وجہ سے غلطی کر بیٹھا تو اللہ رب العالمین اس کی غلطی کو معاف فرما کر اُس کے لئے ایک اجر تو ضرور عطا فرماتا ہے۔ (سبحان اللہ)

یہ ساری تفصیل تو اُن مسائل شرعیہ کی ہے جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں صراحتاً کوئی بات نہیں ہے بلکہ اشارۃً کنایۃً بیان ہے۔ باقی رہے اصول شرعیہ تو ان کا بیان تو شریعت نے خوب واضح کر دیا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص حضرت عمر فاروق ؓ کی بات کی مخالفت کرے تو اس کی کوئی پروا نہیں کیونکہ ان کا رسول اللہ ﷺ کو لکھنے سے روکنا ایک مجتہدین علماء کی فضیلت کو بیان کرنا ہے تاکہ وہ فروعی مسائل کو اصولی مسائل سے مستنبط کریں اور ساتھ رسول اللہ ﷺ کی شدت تکلیف کا لحاظ بھی رکھنا ہے تاکہ حضور علیہ السلام کو راحت رسانی ہو سکے۔

☆☆☆

یہ ساری تفصیل اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی
رائے مبنی برحق اور صواب تھی۔ (و باللہ التوفیق)

باب ۲۸۷

حضور علیہ السلام کا مرض کی شدت کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دینا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبداللہ ادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید یحییٰ بن سلیمان الجعفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یونس نے ابن شہاب سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے والد محترم رقیق القلب ہیں جب نماز پڑھائیں گے تو لوگ اُن کا رونا سُن نہیں سکیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر بھی فرمایا کہ لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی اپنی بات دُہرائی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔ آپ ﷺ نے پھر حکم دیا کہ لوگو! تم ابوبکر کو حکم کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

علامہ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے دوبارہ اپنی بات عرض کی اور یہ بات کہنے کو میں نے اس وجہ سے ضروری سمجھا کہ لوگ آپ علیہ السلام کے قائم مقام کو بدشگونی کے طور پر یاد کریں گے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ میں حضور علیہ السلام کو اس بات سے روک سکوں کہ آپ ابوبکر کے علاوہ کسی اور کو امامت کا حکم کریں۔

اس روایت کو امام بخاری نے یحییٰ بن سلیمان سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین القطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف السلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی حمزہ بن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہوئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب حضور علیہ السلام میرے گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا کہ لوگو! تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکر رقیق القلب ہیں جب قرآن پڑھتے ہیں تو آنسوؤں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اگر آپ ابوبکر کے علاوہ کسی اور کو حکم دیں تو زیادہ بہتر ہے اور بخدا میرا مقصد منع کرنے سے اس کے علاوہ کوئی نہیں تھا کہ لوگ حضور علیہ السلام کے قائم مقام کو بدشگونی کے طور پر یاد کریں گے۔

اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار نہیں بلکہ دو تین بار حضور علیہ السلام کو روکا۔ مگر حضور علیہ السلام نے پھر بھی یہی بات ارشاد فرمائی کہ لوگو! ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوۃ ص ۱/۳۱۳)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد الدوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین الجعفی نے زائدہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عبدالملک سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عمیر سے، انہوں نے ابی بردہ سے، انہوں نے ابی موسیٰ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مریض ہو گئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوبکر نہایت ہی رقیق القلب (یعنی بہت زیادہ نرم دل) ہیں جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ لیکن نبی علیہ السلام (بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات پر توجہ نہیں کی) نے فرمایا کہ لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور بی بی عائشہ سے فرمایا کہ تم بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی زندگی ہی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسحاق بن نصر سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے۔ جبکہ ان دونوں راویوں نے حسین بن علی الجعفی سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاذان۔ حدیث ۶۷۸۔ فتح الباری ۲/۱۶۴۔ مسلم۔ کتاب الصلوۃ ص ۱/۳۱۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں حکم دیا کہ لوگوں سے کہو کہ وہ ابوبکر کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب ابوبکر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہیں سُنا سکتے، لہٰذا آپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے پھر وہی بات فرمائی کہ لوگوں سے کہو کہ وہ ابوبکر کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تو میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بھی حضور علیہ السلام سے کہو کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگ اُن کا قرآن نہیں سمجھ سکیں گے۔ لہٰذا آپ حضرت عمر بن خطاب کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضور علیہ السلام سے یہ بات عرض کی تو نبی کریم ﷺ نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ تم چُپ رہو۔ تم حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ بخدا بھلا مجھے تم سے کبھی خیر پہنچ سکتی ہے؟ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مالک سے بیان کیا ہے، انہوں نے ہشام سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاذان۔ فتح الباری ۲/۱۶۴۔ حدیث ۶۷۹)

☆☆☆

باب ۲۸۸

حضور علیہ السلام کا لوگوں کو آخری نماز پڑھانا

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلی مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دینا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھانے کے دوران حضور ﷺ کا نماز میں حاضر ہونا جبکہ آپ کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی تھی۔اس دوران حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چند ایام لوگوں کو نماز پڑھانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو القاسم حسن بن محمد بن حبیب فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار نے لکھواتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن عبداللہ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث بن سعد نے، انہوں نے عقیل بن خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اُم الفضل رضی اللہ عنہا بنت حارث سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو مغرب کی نماز میں " والمرسلات عرفاً" پڑھتے ہوئے سُنا۔اُس کے بعد حضور علیہ السلام نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی رُوح قبض فرمالی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے نقل کیا ہے۔(بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۴۲۹۔فتح الباری ۱۳۰/۸)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن بہلول نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدہ بن سلیمان نے محمد بن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے زہری سے نقل کیا، انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنی والدہ اُم الفضل رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہماری طرف تشریف لائے اور ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور " والمرسلات عرفاً" کی تلاوت فرمائی۔اس کے بعد ہمیں کوئی نماز نہیں پڑھائی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرلی۔(مسلم۔کتاب الصلوٰۃ ص ۳۳۸/۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں اُم الفضل رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے لوگوں کو ابتداء سے آخر تک، یہی آخری نماز پڑھائی تھی (بعد میں اگرچہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی)۔واللہ اعلم

پھر حضور علیہ السلام کا دن میں انتقال ہوگیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن قدامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن ابی عائشہ نے عبید اللہ بن عبداللہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ

میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا۔ میں نے عرض کیا، کیا آپ مجھے حضور علیہ السلام کے مرض الوفات کا واقعہ سنائیں گی؟ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں، میں ضرور سناؤں گی۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام کا مرض اور کمزوری بڑھ گئی تو اُسی دوران آپ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو ہم نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! وہ سب آپ کے انتظار میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو۔ ہم نے پانی رکھ دیا تو آپ نے غسل فرمایا اور کھڑے ہونے کوشش فرمائی لیکن آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر غشی سے افاقہ ہوا تو پھر فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں پڑھی، وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھ دیا۔ آپ نے غسل فرمایا اور پھر کھڑے ہو کر چلنے کی کوشش فرمائی تو پھر غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو پھر پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں پڑھی، وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھ دیا۔ آپ نے غسل فرمایا پھر چلنے کی کوشش کی تو غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو پھر پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں، وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔

پھر حضور علیہ السلام نے پیغام دیا کہ ابوبکر صدیق لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ قاصد نے آکر پیغام دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ رقیق القلب آدمی تھے اس لئے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ امامت کے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دنوں میں امامت کروائی۔ پھر ان ہی دنوں میں ایک بار رسول اللہ ﷺ کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی تو آپ علیہ السلام دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے ظہر کی نماز کے لئے ان دو آدمیوں میں ایک آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو دیکھا یعنی آپ کے آنے کو آہٹ سے محسوس کر لیا تو پیچھے ہٹنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے پیچھے ہٹنے سے منع فرمادیا اور جن دو ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے ان دونوں سے کہا مجھے ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا۔ اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے اور بقیہ لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء کر رہے تھے اس حال میں کہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔

عبید اللہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کو وہ حدیث سناؤں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے مرض کی حدیث سنائی ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سناؤ۔ پھر میں نے ان کو بعینہ وہ حدیث بیان کردی۔ انہوں نے کسی بھی چیز کا انکار نہیں فرمایا سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ فرمایا کہ کیا انہوں نے آپ سے اُس دوسرے شخص کا نام نہیں بتلایا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے؟ تو میں نے عرض کیا کہ نہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ دوسرے شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اسی روایت کو امام بخاری نے اور امام مسلم نے احمد بن یونس سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الہبہ۔ مسلم۔ کتاب الصلوۃ ص ۱/۳۱۲)

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت صحیحہ میں یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے آگے بڑھ گئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کو حضور علیہ السلام کی نماز سے متعلق کر دیا تھا۔ اسی طرح اسود بن یزید نے اور ان کے بھانجے عروہ بن زبیر نے روایت کیا ہے اور ارقم بن شرحبیل نے بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے طرح نقل کیا ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو حامد بن الشرقی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے ابن ابی ہند سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی وائل سے نقل کیا، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے مرض الوفات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے اس روایت کو اسود سے اسی طرح روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو روایتوں میں سے ایک روایت اعمش سے اسی طرح روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے سلیمان الاعمش سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا، انہوں نے اسود سے، انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اسی طرح حمید سے روایت کیا گیا ہے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور یونس سے نقل کیا ہے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے نبی علیہ السلام سے مرسلاً اس روایت کو نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المقری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالربیع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشیم سے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یونس نے حسن سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حمید نے انس بن مالک سے نقل کرتے ہوئے کہ حضور علیہ السلام ایک بار گھر سے نکلے (بیماری کی حالت میں)۔ حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے تو نبی علیہ السلام ابوبکر صدیق کے پہلو میں بیٹھ گئے اس حالت میں کہ آپ ایک چادر لپیٹے ہوئے تھے جو کہ کندھوں کو دونوں طرف ڈھانپے ہوئی تھی، تو نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق ہی کی نماز پڑھائی۔ (تفصیل واضح ہے)

اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حمید نے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے ساتھ جو آخری نماز پڑھی وہ ایک چادر میں لپٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔

اسی طرح محمد بن جعفر بن ابی کثیر سے قول ہے کہ اسی کو سلیمان بن بلال نے حمید سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ثابت البنانی سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح کا قول یحییٰ بن ایوب نے حمید سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید الطّویل نے ثابت البنانی سے نقل کرتے ہوئے اس حدیث کو حضرت انس بن مالک سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چادر پہنی ہوئی تھی جس کے دونوں اطراف کندھوں پر تھے اور اس حالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

جب آپ ﷺ نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) اُٹھنے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ اُسامہ بن زید کو بلاؤ۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جب تشریف لائے تو دن چڑھ چکا تھا۔ پس یہ آخری نماز تھی جو آپ نے ادا کی۔ اور یہ بات اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو نماز آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی وہ فجر کی نماز تھی۔ اور اسی نماز کے فراغت کے بعد آپ نے اُسامہ بن زید کو بلایا اور اُنہیں جہاد میں جانے کی ہدایت فرمائی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ روایت اور اس سے پہلے والی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیماری کے ایام میں ایک نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے لوگوں کے ساتھ پڑھی اور ایک نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام کے پیچھے پڑھی۔

اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے ذکر کردہ مغازی میں صلوٰۃ کے بیان میں ان دونوں روایتوں کو اس بات پر محمول کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے بعض نمازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھیں وہ نماز فجر کی نماز تھی اور دن پیر کا تھا۔

اور جو ہم نے عبید اللہ سے، انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے جس میں حضور علیہ السلام کی آخری نماز کا تذکرہ ہے اُس کے مطابق حضور ﷺ نے جو آخری نماز پڑھی وہ ظہر کی نماز تھی اور دن ہفتہ یا اتوار تھا۔ ان دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

باب ۲۸۹

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو نماز پڑھانا اور حضور علیہ السلام کا دیکھ کر خاموش رہنا بلکہ لوگوں کو اشارہ سے یہ کہنا کہ تم ابوبکر کے پیچھے اپنی نماز کو مکمل کرو اور حضور علیہ السلام کا ان کے اس عمل پر راضی ہونا یہ فجر کی نماز میں پیر کے دن کا واقعہ ہے جس میں حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تھا اور حضور علیہ السلام کا گھر سے نماز کے لئے نکلنا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دے کر پھر ایک رکعت ان کے پیچھے پڑھنا اور دوسری رکعت خود ہی مسبوق کی صورت میں پڑھنا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل القطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب نے زہری سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی انس بن مالک الانصاری نے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت وصحبت میں دس سال رہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے مرض الوفات میں ہمیں نماز پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ایک پیر کا دن تھا اور لوگ نماز کے لئے صفوں میں تیار تھے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہوئے جماعتِ نماز کی طرف دیکھ رہے تھے اور چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور مسکراہٹ چہرے پر عیاں تھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ہم بھی حضور ﷺ کے مسکرانے کی وجہ سے ہنس نہ پڑیں جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تو یہ گمان ہونے لگا کہ اب حضور علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لائیں گے۔ اس لئے وہ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے تا کہ صف میں جا کھڑے ہوں۔ راوی فرماتے ہیں (یہ دیکھتے ہوئے) حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اشارہ کر کے حکم دیا کہ تم نماز کو مکمل تام کرلو۔ پھر نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہو گئے اور پردہ ڈال دیا اور اسی دن نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ (یہ قطان کی حدیث کے الفاظ ہیں)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی یمان سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاذان۔ حدیث ۶۸۰۔ فتح الباری ۲/)

جبکہ امام مسلم نے صالح بن کیسان اور معمر اور ابن عیینہ کی حدیث کی تخریج کی ہے۔ ابن عیینہ نے زہری سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۱/ ۳۱۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو معمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن صہیب نے انس بن مالک سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ تین دن تک ان دنوں میں حضور علیہ السلام نماز کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے جبکہ ان دنوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت فرماتے تھے۔ ان ہی دنوں میں ایک دفعہ حضور ﷺ نے اپنے حجرے مبارک کا پردہ اُٹھایا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ جب ہماری نظر حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور پر پڑی تو ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہم نے آج تک ایسا حسین وجمیل اور عمدہ منظر کبھی نہیں دیکھا۔

پس حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اشارے سے حکم فرمایا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ۔ پھر آپ علیہ السلام نے پردہ نیچے گرا دیا۔ پھر حضور علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوئی حتیٰ کہ آپ علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی معمر سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے عبدالصمد بن عبدالوارث سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاذان۔ مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۱/ ۳۱۵۔۳۱۶)

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ دو عادل راویوں کی روایت بھی انس بن مالک کی روایت کی تائید کرتی ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (جو کہ حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں) کی روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی تائید وتوثیق کرتی ہے اور اس کی صحت پر بھی گواہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن سعد سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بے شک ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ اُٹھایا تو دیکھا کہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بنائے کھڑے ہوئے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ

''اے لوگو! نبوت کی خوشخبریوں میں سے ابھی کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے نیک خوابوں کے جو کہ مسلمان دیکھتا ہے یا اُس کو دکھایا جاتا ہے۔ خبردار! مجھے رکوع میں یا سجدے میں قراءت قرآن سے منع کیا گیا ہے، بہرحال تم رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدے میں خوب گڑگڑا کر دعا کرو کیونکہ سجدہ کی دعا کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس کو قبول کیا جائے''۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سعید بن منصور وغیرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۱/ ۳۴۸۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ مسند احمد ۱/ ۵۵)

اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوُربیع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حکیم نے جو غلام ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس بن عبدالمطلب سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبداللہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مرض الوفات میں حجرہ کا پردہ اُٹھایا اس حالت میں کہ آپ کے سرمبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی تو نبی کریم ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا: کہ

''اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچادیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ نبوت کی خوشخبریوں میں سے ابھی کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے اچھے اور نیک خوابوں کے جنہیں نیک بندہ دیکھتا ہے یا اُسے دکھایا جاتا ہے۔ خبردار! مجھے رکوع اور سجدے میں قراءت سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا جب تم رکوع کروتو اس میں اپنے ربّ کی تعظیم کرو اور جب سجدہ کروتو دعا کرو کیونکہ سجدہ کی دعا کے لئے زیادہ لائق یہ ہے کہ اس کو قبول کیا جائے''۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن ایوب سے نقل کیا ہے، انہوں نے اسماعیل بن جعفر سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۱/۳۴۸)

اور اُم الفضل بنت الحارث کی حدیث جو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے پھر عبدالعزیز بن مہیب کی حدیث جو انہوں نے انس بن مالک سے نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو شب جمعہ میں عشاء کی نماز پڑھائی پھر جمعہ المبارک کے دن پانچوں نمازیں پڑھائیں، پھر ہفتہ کے دن پانچوں نمازیں پڑھائیں، پھر اتوار کے دن بھی پانچوں نمازیں پڑھائیں، پھر پیر کے دن فجر کی نماز پڑھائی اور اُسی دن حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ البتہ ان ایام میں جب حضور ﷺ کی طبیعت میں بہتری آئی تو آپ ہفتہ کے دن ظہر کی نماز کے لئے نکلے یا اتوار کے دن نکلے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نماز شروع کرنے کے بعد نکلے۔ پس حضور علیہ السلام نے بھی نماز کی ابتداء کرلی۔

اب صورت حال یوں ہوگئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام کی اقتداء کی اور دیگر مقتدیوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی اور حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے۔ جبکہ ابی نعیم بن ابی ہند اور اس کے متابعین کی روایت کے مطابق دوسری نماز حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی پڑھی۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ابوبکر بن ابی سبرہ سے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کتنی نمازیں لوگوں کو پڑھائیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سترہ نمازیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ آپ کو کس نے بتلایا تو فرمایا کہ ایوب بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضور ﷺ کے صحابۂ کرام میں سے کسی صحابہ سے۔

مصنف کے قول کے مطابق جو انہوں نے مغازی موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام اپنی بیماری کے ایام میں گھر سے پیر کے دن فجر کی نماز کے لئے نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑے ہوگئے اور ایک رکعت ان کے پیچھے پڑھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سلام پھیر دیا تو نبی کریم ﷺ نے بقیہ ایک رکعت خود ہی پڑھی۔

ابوالاسود عن عروہ کی مغازی میں بھی یہی بات منقول ہے۔

اور ہم نے جو روایت حمید سے، انہوں نے ثابت سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی یہ اُس کے بھی مطابق ہے۔

اور نعیم بن ابی ہند وغیرہ کی روایت جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول یہ بھی ہماری روایت کے منافی نہیں ہے جو ہم نے زہری عن انس سے نقل کی ہے۔

اور یہ روایات اس بات پر محمول ہیں کہ ان صحابہ نے اُس دن فجر کی نماز میں صفوں میں ہوتے ہوئے پہلی رکعت میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ یہ جو روایت ذکر کی گئی ہے اس کے راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ حضور علیہ السلام نکلے اور ایک آخری رکعت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پالیا۔ یا یہ فرمایا کہ آپ علیہ السلام نکلے اور آپ نے نماز ادا کی۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ نے روایت کے بعض حصہ کو نقل کیا ہے جبکہ دیگر حضرات نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ترک کردہ روایت کے حصہ کو بیان فرمایا جیسا کہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک راوی روایت کا ایک حصہ بیان کرتا ہے جبکہ دوسرا راوی اس روایت کا باقی متردک کے حصہ کو بیان کرتا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۳۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ ابن شہاب نے فرمایا۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب العبدی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اویس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام حجۃ الوداع کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے آپ علیہ السلام محرم کے مہینہ میں خوش وخرم رہے حتیٰ کہ صفر کے مہینے میں بیمار ہوگئے اور آپ علیہ السلام کو شدید قسم کا بخار ہوگیا۔

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور علیہ السلام کے پاس جمع ہوگئیں تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو اتنا شدید بخار ہوگیا ہے کہ ہم نے کبھی کسی کو اس جیسے شدید بخار میں مبتلا نہیں دیکھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح ہمیں اجر عظیم ملتا ہے اسی طرح تکلیف بھی سخت پہنچتی ہے۔

نبی کریم ﷺ چند دن اسی شدید بخار میں مبتلا رہے، ان بیماری کے دنوں میں جب بھی حضور ﷺ نماز کے لئے جانے کا ارادہ کرتے تو غشی طاری ہو جاتی تھی۔ اُسی دوران ایک مرتبہ مؤذن تشریف لائے اور اذان دی تو نبی کریم ﷺ نے نماز کے لئے اُٹھنے کا ارادہ کیا مگر شدت ضعف کی وجہ سے اُٹھنے پر قادر نہ ہو سکے حالانکہ ازواج مطہرات بھی آپ کے اردگرد جمع تھیں تو نبی کریم نے مؤذن سے فرمایا کہ جاؤ ابی بکر کو میری طرف سے حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوبکر رقیق القلب آدمی ہیں اگر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوگئے تو رونا شروع کردیں گے۔ لہٰذا آپ عمر بن خطاب کو حکم کریں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

لیکن پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پہلی والی بات دوبارہ دُہرائی لیکن پھر بھی حضور علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور ہمیں فرمایا کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پھر خاموش ہوگئی۔ پھر مسلسل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے، حتیٰ کہ ماہ ربیع الاوّل میں پیر کی شب آگئی اور نبی کریم ﷺ کے بخار میں کچھ کمی واقع ہوگئی تو نبی کریم ﷺ پیر کے دن فجر کی نماز کے لئے حضرت فضل بن عباس اور ایک ان کا غلام تھا (جس کا نام نوباء تھا) کے کندھوں پر اپنے ہاتھ مبارک دے کر مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ اس حال میں لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ایک رکعت ادا کر چکے تھے اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے تھے تو نبی کریم ﷺ کے لئے صف میں جگہ بنائی گئی یہاں تک کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے تو ابوبکر صدیق پیچھے جانے لگے مگر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اُن کا کپڑا پکڑ کر پیچھے جانے سے منع کر دیا اور جائے نماز پر کھڑا کر دیا۔ سب صفیں اپنی جگہ پُر تھیں۔

اب صورت حال یہ ہوگئی کہ حضور علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے قیام میں قرآن کی تلاوت فرمارہے تھے، جب ابوبکر صدیق نے قرآن کریم کی تلاوت پوری فرمائی تو حضور علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور دوسری رکعت کے لئے ابوبکر صدیق کے ساتھ رکوع فرمایا۔ پھر ابوبکر صدیق دوسری رکعت کا سجدہ پورا کر کے تشہد کے لئے بیٹھ گئے اور تمام لوگ بھی تشہد میں بیٹھ گئے۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو حضور علیہ السلام نے بقیہ دوسری رکعت کو مکمل فرمایا پھر حضور علیہ السلام مسجد کے ستون میں سے کسی ستون کے پاس آئے اور مسجد نبوی کی چھت اُن دنوں کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے بنی ہوئی تھی نیز مسجد کی چھت پر مٹی بھی کوئی خاص نہیں تھی جب بھی بارش ہوتی تھی تو مسجد کیچڑ سے بھر جاتی تھی، اس لئے مسجد کی چھت کی حیثیت ایک سائبان کی سی تھی۔

اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا لشکر جہاد میں جانے کے لئے بالکل تیار تھا اور مقام جرف پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ حضور علیہ السلام نے لشکر کا امیر اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا حالانکہ لشکر میں بڑے بڑے مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما بھی تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اور حضور علیہ السلام نے اُنہیں حکم دیا کہ تم موتہ پر حملہ کرنا پھر فلسطین کی جانب بڑھنا جہاں حضرت زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ اُس ستون کے ساتھ بیٹھ گئے۔ پھر لوگ آکر سلام کرنے لگے اور عافیت کی دعا کرنے لگے اور حضور ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ تم صبح کو چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے گا اور عافیت اور مدد فرمائے گا۔ پھر اُسی طرح حملہ کرنا جس طرح میں نے حملہ کرنے کا آپ کو حکم دیا ہے۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کو ابھی صبح ہی تو کچھ افاقہ ہوا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد صحت عافیت عطا فرمائے۔ آپ کی یہ طبیعت دیکھ کر میرا دل چاہتا ہے کہ میں کچھ دن ٹھہر جاؤں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی نصیب فرمائے۔ اگر میں اسی حالت میں آپ کو چھوڑ کر چلا گیا تو دل میں ایک کسک سی رہے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ جانے کے بعد لوگوں سے آپ کے متعلق کچھ سنوں۔ (یعنی کہیں موت کی خبر نہ سنوں)

حضور یہ سُن کر خاموش ہو گئے اور کھڑے ہو گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے اور فرمایا کہ حضور ﷺ ابھی صحت مند ہو جائیں گے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو کر اپنے گھر مقام سناح میں پہنچ گئے جہاں اُن کی اہلیہ بی بی حبیبہ بنت خارجہ بن ابی زہیر جو کہ بنو حارث بن خزرج کے بھائی ہیں موجود تھیں۔ جبکہ تمام ازواج مطہرات بھی اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں اور یہ پیر کا دن تھا۔

اُدھر نبی کریم ﷺ جب گھر لوٹے تو تھوڑی دیر بعد آپ کو شدید بخار لاحق ہو گیا اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پھر جمع ہو گئیں اور نبی کریم ﷺ پر موت کے آثار نمایاں ہو گئے اور یہ کیفیت مسلسل رہی حتیٰ کہ سورج ڈھلنا شروع ہو گیا، پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی تاہم لوگوں نے

سمجھا کہ اب حضور علیہ السلام کو افاقہ ہو جائے گا۔لیکن اچانک آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف دیکھنے لگیں اور فی الرفیق الأعلیٰ کے الفاظ دُہرانے لگے اور یہ آیت پڑھی :

مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین و الصدقین و الشھدآء و الصالحین و حسن اولٰئک رفیقًا

نبی کریم ﷺ ہوش میں آنے کے بعد متعدد بار اس آیت کو پڑھتے رہے جبکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور جنت میں سے کسی ایک پسندیدہ چیز کو اختیار کرنے کا اختیار سے رہے ہیں اور نبی کریم علیہ السلام نے جنت کو اختیار کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہی چیز بہتر اجر و ثواب والی ہے۔

اسی دوران حضور ﷺ کی تکلیف سخت ہوگئی۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔غرض کہ ہر زوجہ محترمہ نے اپنے اپنے قریبی رشتہ دار کو بُلانے کا پیغام بھیج دیا،لیکن اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی آتا حضور علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھے ہوئے دارِ فانی سے دارِ آخرت کی طرف روانہ ہوگئے۔یہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور پیر کا دن تھا جبکہ سورج ڈھلنے کے قریب تھا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مصنف فرماتے ہیں کہ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے،وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر البغدادی نے،وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے،وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم حجۃ الوداع کے بعد مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے اور صفر کے ماہ میں آپ بیمار ہوئے اور آپ کو شدید بخار لاحق ہوگیا۔آگے حدیث وہی ہے جو ہم نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے۔

(الدرر فی اختصار المغازی والسیر ص ۲۶۹)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے،وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی ملکیہ نے،وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز لوگوں کو پڑھائی۔ پس حضور علیہ السلام بھی دوران نماز تشریف لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے،اس حال میں آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔جب حضور علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بلند آواز سے فرمانے لگے کہ اے لوگو! دوزخ کو بھڑکا دیا گیا ہے اور فتنے ایسے چھا جائیں گے جیسا کہ اندھیری رات چھا جاتی ہے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد سے نکل گئے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی مؤید ہے لیکن اس میں اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز کی کتنی رکعتیں پائیں اور کتنی رہ گئیں جبکہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق المؤذن نے،وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حسب بخاری نے،وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسماعیل ترمذی نے،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ایوب بن سلیمان بن بلال نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی اویس نے سلیمان بن بلال سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابو عبدالعزیز ترمذی سے نقل کیا، انہوں نے مصعب بن محمد بن شرحبیل سے،انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے،انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل فرمایا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ بیماری کے دنوں میں ایک دن نبی کریم ﷺ نے پردہ ہٹایا، یا دروازہ کھولا مجھے یاد نہیں ہے کہ دونوں میں سے کونسی چیز کھولی۔ بہرحال حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ لوگوں کی طرف دیکھا کہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کرتے دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے۔ اور فرمایا الحمد للہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو اس وقت تک موت نہیں دیتے جب تک اس کی اُمت میں ایک ایسا شخص تیار نہیں ہو جاتا جو اس کے بعد اُس اُمت کی امامت و اقتداء کو سنبھالے۔

پھر فرمایا اے لوگو! میری اُمت میں سے اگر کسی شخص کو میرے بعد کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو چاہئے کہ اپنی تکلیف کو موازنہ میری تکلیف کے ساتھ کرے کیونکہ میرے بعد کسی کو اتنی تکلیف نہیں پہنچ سکے گی جتنی سخت تکلیف مجھے پہنچائی گئی ہے تو اس کو صبر ہو جائے گا۔

مصنف کا قول یہ ہے: کہ اس حدیث کے پہلے حصہ کا مفہوم وہی ہے جو ہم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر کیا ہے جبکہ اس حدیث کے آخری حصہ کا مؤید مجھے نہیں مل سکا۔ واللہ اعلم

باب ۲۹۰

نبی کریم ﷺ کے کون سے الفاظ کو ترجیح دی جائے؟ وہ الفاظ جو آپ نے مرض الوفات میں ذکر فرمائے؟ یا وہ الفاظ جو آپ نے وفات کے موقع پر ارشاد فرمائے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے جب بیماری کے دنوں میں اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا تو بعض کے قول کے مطابق وہ دن پیر کا دن تھا اور بعض کے قول کے مطابق وہ جمعرات کا دن تھا اور یہ قول پیچھے گزر چکے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی نے لیث سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی ہے کہ حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے چادر اپنے چہرے مبارک پر ڈالنا شروع کر دی تھی پھر جب چادر کی وجہ سے حبس محسوس ہوتا تو چادر کو ہٹا دیتے تھے اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (لہٰذا آپ مسلمانوں کو) ڈراتے تھے کہ اس طرح نہ کرنا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحیٰی بن بکیر سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے دوسری سند سے لیث سے نقل کیا ہے۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابی اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن الطرائفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید الدارمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے (اُس روایت میں جو مالک کے سامنے پڑھی گئی) اسماعیل بن ابی حکیم سے نقل کرتے ہوئے کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں

سب سے آخری ارشاد جو فرمایا وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر مار پڑے کہ انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا اور فرمایا عرب کی سرزمین میں دو دین نہیں باقی رہ سکتے۔

آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر ابی بن رجاء الادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعباس الاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابوسفیان سے نقل کیا، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے تین مرتبہ سُنا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھو۔ (بخاری۔ کتاب اللباس۔ حدیث ۵۸۱۵۔ فتح الباری ۱۰/ ۲۷۷۔ مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/ ۳۷۷)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن محمویہ العسکری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد القلانسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن موہب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن یونس نے سلیمان التیمی سے نقل کرتے ہوئے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس الاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن حرب نے۔

تیسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یزید عدل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن الحسن بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوخیثمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جریر نے سلیمان التیمی سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے قتادہ سے نقل کیا، انہوں نے حضرت انس سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی اکثر وصیت وفات کے قریب یہ تھی جبکہ آپ علیہ السلام کا سانس اٹک رہا تھا تو آپ فرما رہے تھے نماز کا خیال رکھو اور غلام، لونڈی کا خیال رکھو۔ (اور زبان آپ کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اسی طرح کہا ہے) (ابن ماجہ۔ کتاب الوصایا۔ حدیث ۲۶۹۷ ص ۲/ ۹۰۰۔۹۰۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالنعمان محمد بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے قتادہ سے نقل کیا، انہوں نے ابوسلمہ کے غلام سفینہ سے نقل کیا، انہوں نے بی بی اُم سلمہ سے نقل کیا، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ وفات کے قریب ایک عمومی وصیت یہ تھی کہ نماز کا خیال رکھو، اور اپنے غلام و لونڈی کا خیال رکھو۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ سانس اٹک رہا تھا اور زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ (اسی طرح کہا)

اور صحیح قول وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن المثنیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے، انہوں نے ابی الخلیل سے نقل کیا۔ انہوں نے سفینہ سے انہوں نے اُم سلمہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں یہ فرماتے تھے کہ لوگو! نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے غلام اور لونڈیوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو یعنی اُن کا خیال رکھو۔ اور یہ کہتے کہتے آپ کی زبان مبارک رُکنے لگی۔

ہم نے اس روایت کو اُم موسیٰ سے بھی نقل کیا ہے، انہوں نے علی سے نقل کیا ہے مگر مختصراً نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن یزید نے، انہوں نے ایوب سے نقل کیا،

انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات میرے گھر میں، میری باری کے دن، میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان واقع ہوئی اور اُس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو اُس دعا سے اللہ تعالیٰ کی پناہ دے رہے تھے جو حضور علیہ السلام بیمار ہونے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

پس میں نے بھی وہی تعوذ والی دعا پڑھنا شروع کر دی تو آپ علیہ السلام نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا ''میں رفیق اعلیٰ میں'' حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اُسی وقت حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے اور اُن کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اُس کی طرف غور سے دیکھا۔ مجھے گمان ہوا کہ آپ علیہ السلام کو اس کی ضرورت ہے چنانچہ میں نے اس کے سر کو چبایا اور جھاڑ کر حضور علیہ السلام کو دے دی جس سے حضور علیہ السلام نے اس طریقہ سے مسواک کیا جو کہ مسواک کرنے کا اچھا طریقہ تھا پھر آپ علیہ السلام نے وہ مسواک مجھے دی اور آپ کے ہاتھ نیچے گر گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن مسواک کی وجہ سے میرے اور آپ علیہ السلام کے تھوک کو جمع کر دیا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۵۱۔ فتح الباری ۱۴۴/۸)

اور مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر احمد بن سہل فقیہ نے بخارا میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی صالح بن محمد البغدادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی داؤد بن عمرو بن زہیر الضبی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن یونس نے، انہوں نے عمر بن سعید سے نقل کیا، انہوں نے ابی حسین سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابی ملیکہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں ذکر کیا ابوعمرو نے، انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غلام نے خبر دی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہوا کہ حضور کی وفات میرے گھر، میری باری کے دن میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام اور میرے تھوک کو موت کے وقت جمع کر دیا۔ اور وہ یوں ہوا کہ میرے بھائی جب حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کے پاس مسواک تھی اور حضور علیہ السلام اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے بغور اس مسواک کو دیکھ رہے تھے۔ پس میں جان گئی کہ آپ ﷺ مسواک کو چاہت ومحبت سے دیکھ رہے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ اُن سے مسواک لے لوں؟ تو آپ علیہ السلام نے سر کے اشارے سے مجھے فرمایا کہ ہاں۔

پس میں نے ان سے مسواک لے کر اس کو نرم کر دیا پھر اُس مسواک کو حضور علیہ السلام نے اپنے دانتوں پر پھیرا۔ آپ کے سامنے ایک چمڑے کا برتن یا لکڑی کا پیالہ تھا (راوی کو شک ہے) جس میں پانی تھا تو حضور علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی میں ڈالتے پھر اپنے چہرے مبارک پر پھیرتے تھے۔ اور لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے کہ واقعی موت کے لئے سختیاں ہیں پھر آپ ﷺ بایاں ہاتھ کھڑا کر کے فرماتے کہ میں رفیق اعلیٰ میں جانا چاہتا ہوں۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں محمد بن عبید سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد اور شعیب بن لیث بن سعد نے، انہوں نے یزید بن الہاد سے نقل کیا، انہوں نے موسیٰ بن سرجس سے، انہوں نے قاسم سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کو وفات کے موقع پر دیکھا کہ آپ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا نبی کریم ﷺ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور چہرے پر ملتے تھے اور دعا مانگتے تھے، اے اللہ! موت کی سختی پر میری مدد فرما۔

(ترمذی۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۹۷۸ ص ۲۹۹/۳۔ مسند احمد ۶۴/۶، ۷۰، ۷۷، ۱۵۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہم کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے سعد ابراہیم سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عروہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا ہے وہ فرماتی ہیں ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو اس وقت تک موت نہیں آئی جب تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت میں سے کسی ایک کے پسند کرنے کا اختیار نہ دیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کو وہ مرض لاحق ہوا جو آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ اُس مرض میں ایک موقع پر آپ کو سخت کھانسی لاحق ہوئی تو میں نے آپ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور آپ یہ آیت پڑھتے تھے :

اولئك الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء و الصالحين ، حسن اولئك رفيقا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تب ہم نے سمجھا کہ اب رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے۔

(بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۴۳۵۔فتح الباری ۱۳۶/۸)

اس روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں شعبہ سے روایت کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن عبداللہ ادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن جمیل المروزی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن مبارک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر اور یونس نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، زہری فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سعید بن مسیّب نے اہل علم کے ایک مجمع میں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور حالت تندرستی میں یہ فرماتے تھے کہ کسی نبی کو اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک اس کو جنت میں اُس کا ٹھکانہ دکھانہ دیا جائے اور اس کو اختیار نہ دیا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا تو آپ ﷺ پر اُسی وقت بے ہوشی طاری ہوگئی۔ جب آپ کو افاقہ تو آپ علیہ السلام کو ٹکٹکی باندھ کر چھت کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر فرمایا: اللهم الرفيق الاعلىٰ میرا ذہن اُسی وقت اُسی حدیث کی طرف گیا جو آپ نے حالت صحت میں بیان فرمائی تھی کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوسکتا جب تک جنت میں اس کو اُس کا ٹھکانہ دکھا نہ دیا جائے۔ پھر اُسے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے آخری کلمات جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے تھے وہ یہی تھے کہ اللهم رفيق الاعلىٰ کہ اے اللہ میں رفیق اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں بشر بن محمد بن مبارک سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی سعید بن المسیّب اور عروہ بن زبیر نے اہل علم لوگوں کی موجودگی میں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے۔ پھر اسی طرح حدیث بیان فرمائی۔ البتہ اتنی زیادتی فرمائی کہ مجھے یقین ہوگیا کہ حضور علیہ السلام اس وقت ہمیں ترجیح نہیں دیں گے۔ پھر آخری وقت میں اس حدیث کی وضاحت ہوگئی جو حضور علیہ السلام ہمیں سُنایا کرتے تھے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے نقل کیا ہے اور امام مسلم نے دوسرے طریق سے لیث سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ اور ابو عبداللہ حافظ اور ابوزکریا بن ابی اسحاق اور ابوسعید بن ابی عمرو نے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا، انہوں نے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ میں حضور ﷺ کو وفات سے پہلے خوب کان لگا کر یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بہترین دوست سے ملا دے۔ اس حال میں کہ آپ میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے اس روایت کو اپنی صحیح میں ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۴۰۔ فتح الباری ۱۳۵/۸)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسحاق الفاکہی نے مکہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویحییٰ عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خلّاد بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی بردہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر غشی طاری ہوئی اس حال میں کہ آپ علیہ السلام کا سر میری گود میں تھا۔ پس میں حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور پر ہاتھ پھیر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا کر رہی تھی۔ پس نبی کریم ﷺ نے ہوش میں آنے کے بعد فرمایا نہیں بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہوں جو کہ میرے بڑے بہتر دوست ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی ہوں گے۔ (تحفۃ الاشراف ۳۴۰/۱۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۴۰/۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حکم بن القاسم نے، انہوں نے ابوالحویرث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کو کوئی تکلیف یا بیماری لاحق ہوتی تھی تو آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیا کرتے تھے۔ لیکن جس مرض میں آپ علیہ السلام کا وصال ہوا اُس مرض میں حضور علیہ السلام نے شفاء کی دعا نہیں مانگی۔ بلکہ یہ فرماتے تھے، اے نفس! تجھے کیا ہوگیا کہ تو ہر پناہ دینے والے سے پناہ مانگتا ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو شفاء دے دوں اور آپ کے لئے کافی ہو جاؤں اور اگر چاہو تو تمہیں فوت کر دوں اور تیری بخشش کر دوں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے جیسا چاہیں۔ پھر آپ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو آپ علیہ السلام نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اُس میں پانی کے ذریعہ سے اپنے چہرۂ انور کو صاف کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! موت کی سختی میں میری مدد فرما۔ اور فرما رہے تھے کہ اے جبرائیل! میرے پاس آ جاؤ، اے جبرائیل میرے پاس آ جاؤ، اے جبرائیل میرے پاس آ جاؤ۔ (اس روایت کی سند منقطع ہے)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو الاحمسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن حمید بن ربیع اللخمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابی زیاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سیار بن حاتم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن سلیمان الحارثی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی نے، انہوں نے محمد بن علی سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی وفات سے تین دن پہلے جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس اکراماً اور آپ کی فضیلت کی وجہ سے خاص آپ کی طرف بھیجا ہے اُس چیز کے پوچھنے کے لئے جس کو وہ خود آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی طبیعت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرائیل! تو مجھے مغموم اور پریشان پاتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی وہی بات جو پہلے کی تو پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرائیل تو مجھے مغموم اور پریشان پاتا ہے۔ جب تیسرا دن آیا تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے آپ کے ساتھ موت کا فرشتہ بھی تھا اور ایک فرشتہ بھی تھا جو فضا میں تھا جس کا نام اسماعیل تھا اور وہ ستر ہزار فرشتوں کا نگران تھا۔ پھر ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر نگران تھا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آگے بڑھے اور عرض کیا کہ اے احمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس اکرام کے طور پر آپ کی وجہ سے خاص آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ آپ سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھتا ہے جس کو وہ تجھ سے زیادہ جانتا ہے اور تمہاری طبیعت کے بارے میں پوچھتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا، اے جبرائیل تو مجھے مغموم اور پریشان پاتا ہے (یعنی میں مغموم اور پریشان ہوں)۔

راوی فرماتے ہیں کہ اُسی لمحہ موت کے فرشتے نے دروازے سے اجازت طلب کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اے محمد! یہ موت کا فرشتہ ملک الموت آپ کے پاس آنے کی آپ سے اجازت مانگتا ہے۔ حالانکہ اس نے آج تک آپ سے پہلے کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت مانگے گا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو۔

وہ فرشتہ آیا اور علیک السلام یا احمد کہا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں وہی کام کروں گا جس کا آپ مجھے حکم دیا کریں گے۔ اگر آپ حکم کریں گے تو میں آپ کی رُوح قبض کروں گا، اگر آپ نے اجازت نہیں دی تو میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: اے موت کے فرشتہ! تم اسی طرح کرو (یعنی رُوح قبض کرو) تو فرشتہ نے عرض کیا کہ بے شک مجھے بھی اسی کام کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا کہ اے احمد! اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے موت کے فرشتے! تم اُسی طرح اپنا کام کرو۔

راوی فرماتے ہیں کہ اسی دوران اُن کے پاس (یعنی اہل خانہ کے پاس) آنے والا آیا، انہوں نے صرف اس کی آواز سُنی مگر اُس کا جسم نظر نہ آیا تو اُس آنے والے نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اہل بیت کے لئے۔ بے شک اللہ کے نام پر ہر مصیبت کی تسلی ہے۔ ہر مرنے والے کا جانشین اور فوت شدہ کا تدارک من جانب اللہ ہے۔ پھر اللہ ہی پر بھروسہ اور اسی سے امید رکھو، مصیبت زدہ تو وہ شخص ہے جو اپنے ثواب سے محروم کر دیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ راوی کا قول ''اللہ تعالیٰ تمہاری ملاقات کے اشتیاق میں ہے''۔ کی اسناد اگر صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اکرام واعزاز کا اہتمام فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے منتظر ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے مبارک بن فضالہ سے نقل کرتے ہوئے

،انہوں نے حسن سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے میری پیاری بیٹی! تیرے باپ کی موت کا وقت آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ موت کے وقت لوگوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑتے۔ یوم القیامۃ ہماری ملاقات ہوگی۔ (مسند احمد ۱۴۱/۳۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب المفسر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس الاصم، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن داؤد القنطری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابی ایاس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مبارک بن فضالہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ ہائے میرے ابا کی تکلیف۔ تو نبی کریم ﷺ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے میری بیٹی! تیرے ابا کے پاس ایک ایسی چیز آچکی ہے (یعنی موت) کہ وہ آنے کے بعد کسی کو نہیں چھوڑتی قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دینے کی وجہ سے۔ (مسند احمد ۶۴/۳، ۸۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے انس! تم لوگوں نے حضور علیہ السلام پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارہ کرلیا تھا؟ (حضرت انس ادب کے مارے خاموش رہے)

حضرت ثابت فرماتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی وفات کے موقع پر فرمایا جب آپ ﷺ بیمار تھے اس وقت فرمایا، میرے ابا اپنے ربّ کے قریب ہوگئے ہیں۔ اے میرے ابا! جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہوا۔ اے میرے ابا! اللہ نے آپ کی دعا کو قبول کرلیا یعنی آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن حمدان الجلاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن نصر اور ابراہیم بن الحسین نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو تکلیف کی وجہ سے آپ پر غشی طاری ہو جاتی تھی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، ہائے میرے ابا کی مصیبت۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے ابا کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ پھر جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے میرے ابا! اپنے ربّ کے قریب ہوگئے اور اپنے ربّ سے ملاقات کرلی۔ اے میرے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہوا۔ اے جبرائیل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر دیتے ہیں۔ اے ابا جان! آپ کو آپ کے ربّ نے بلایا تو آپ نے لبیک کہہ کر اس کا جواب دیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ نے فرمایا کہ اے انس! تم نے حضور علیہ السلام پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارہ کرلیا؟ (حضرت انس ؓ نے ادب کے مارے جواب نہیں دیا)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے اور فرمایا وہاں یہ بھی کہا کہ اے میرے ابا جان ہم جبرائیل کو آپ کی موت کی خبر دیتے ہیں۔ (بخاری۔ المغازی۔ ابن سعد ۳۱۱/۲)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عروہ نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان ہوئی اور جب آپ ﷺ کی رُوح مبارک نکلی تو مجھے ایسی خوشبو محسوس ہوئی کہ اس جیسی عمدہ خوشبو میں نے کبھی بھی نہیں سونگھی تھی۔ (مسند احمد۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۴۱/۴)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات میری تھوڑی اور سینے کے درمیان میرے گھر میں، میری باری کے دن ہوئی۔ میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا (کیونکہ تمام ازواج مطہرات نے اپنی باریاں مجھے ہبہ کردی تھیں)۔ میری کم سنی میں حضور ﷺ کی وفات میرے ہاں ہوئی۔ فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی وفات میری گود میں ہوئی تو میں نے ایک تکیہ اُٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک اپنی گود سے اُٹھا کر اس تکیہ پر رکھا اور خود اُٹھ کر دوسری عورتوں کے ساتھ رونے بیٹھ گئی اور پریشانی کے عالم میں آنسو بہا رہی تھی اور چیخنے لگی اور سر منہ پیٹنے لگی۔
(البدایۃ والنہایۃ ۲۴۰/۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مرحوم بن عبدالعزیز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمران الجونی نے، انہوں نے یزید بن بابنوس سے نقل کیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ آئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ میرے حُجرے سے گزرتے تو مجھے کچھ کلمات کہتے تھے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں (یعنی مجھے کچھ سکون ملتا اور خوش ہو جاتی)

ایک بار میرے حجرے سے گزرے تو مجھے کچھ نہیں فرمایا، میں نے اپنے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور اپنے بستر پر سو گئی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ آئے تو فرمایا، اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا۔ تو میں نے سر میں درد کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بلکہ میرے سر میں درد ہوا ہے ہائے میرا سر، کہا۔ اور یہ وہ وقت تھا جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو اس کی خبر دی تھی کہ آپ کے وصال کا وقت قریب آچکا ہے۔ اس کے بعد میں چند دن ٹھہری رہی۔

ایک دن اچانک نبی کریم ﷺ کو میرے گھر لایا گیا اس حال میں کہ آپ کے اُوپر چار چادریں ڈالی ہوئی تھیں۔ تو مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا، اے عائشہ! دیگر ازواج مطہرات کو پیغام بھجوا کر یہاں بلالو۔ پس جب تمام ازواج مطہرات تشریف لائیں تو اُن سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ میں تم سب سے چکر لگا سکوں، اس لئے تم مجھے اجازت دے دو کہ میں بی بی عائشہ کے گھر ہی ٹھہروں۔ تمام ازواج مطہرات نے بخوشی اجازت دے دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کا چہرۂ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور پسینہ ٹپک رہا ہے اور میں نے کبھی کسی میت کو نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ ابھی اس وقت میں حضور انور ﷺ کی دیکھ رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بٹھا دو، تو میں نے آپ کو بٹھا دیا اور خود پر ٹیک لگوا دی اور میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر پر رکھا تو آپ نے سر کو ہلایا۔ میں نے یہ سمجھا کہ شاید آپ کے سر میں درد ہو رہا ہے اس لئے آپ نے ہاتھ ہٹالیا۔ اتنے میں حضور علیہ السلام کے منہ سے ٹھنڈے پانی کا ایک قطرہ نمودار ہوا جو میرے سینے یا میری ہنسلی کی ہڈی پر گرا۔ پھر حضور علیہ السلام ایک طرف جھک گئے اور بستر پر گر پڑے۔ میں نے حضور علیہ السلام کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔

میں نے اس سے پہلے کبھی کسی میت کو نہیں دیکھا تھا۔ پس میں نے اُسی وقت آپ ﷺ کی وفات کو پہچان لیا۔ اسی لمحے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ آ گئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ پس میں نے ان دونوں کو اجازت دے دی اور میں نے پردہ کر لیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عائشہ! حضور علیہ السلام کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی ابھی غشی طاری ہو گئی ہے تو انہوں نے حضور علیہ السلام کے چہرے سے چادر اُٹھا کر آپ کو دیکھا اور کہا کہ ہائے پریشانی، یہ تو واقعی پریشانی کی بات ہے۔ پھر آپ نے چہرہ مبارک کو ڈھانپ دیا۔ لیکن حضرت مغیرہ نے کوئی بات نہیں کی۔ لیکن دروازے کی چوکھٹ پر پہنچے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے عمر! حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ حضور علیہ السلام کا انتقال نہیں ہوا، اور نبی کریم ﷺ جب تک ہمیں منافقین سے قتال کرنے کا حکم نہیں دیتے اس وقت تک آپ کا انتقال نہیں ہو سکتا۔ جبکہ تم لوگوں میں فتنہ پھیلانا چاہتے ہو۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور فرمایا: اے عائشہ! حضور علیہ السلام کو کیا ہو گیا؟ تو میں نے عرض کیا کہ ابھی ابھی غشی طاری ہوئی ہے تو انہوں نے آپ سے کپڑا ہٹایا کر چہرہ انور دیکھا اور اپنا منہ حضور ﷺ کی پیشانی پر رکھا اور دونوں حضور علیہ السلام کے رُخساروں پر رکھے پھر فرمایا، ہائے ہمارے نبی! ہائے ہمارے دوست، ہائے ہمارے خلیل، بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا: کہ

انک میّت و انّھم میّتون ۔ (ترجمہ) کہ آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی۔ (سورۃ الزمر: آیت ۳۰)

و ما جعلنا من وقبلك الخلد افان مت فھم الخالدون کل نفس ذائقة الموت ۔

سورۃ الانبیاء: آیت ۳۴۔۳۵)

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا، پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ رہیں گے۔ ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا۔

پھر آپ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کو ڈھانپ دیا اور لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا، اے لوگو! کیا تم میں سے کسی نے حضور سے کوئی عہد کیا ہے؟ سب نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ سُن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سُن لے کہ یقیناً محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے وہی آیتیں تلاوت کیں کہ

انك میّت و انھم میتون .... و ما جعلنا لبشر .... الخ

(سورۃ آل عمران: آیت ۱۸۵)

تو حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا کہ اے ابوبکر! کیا یہ آیتیں قرآن میں ہیں؟ (تعجباً پوچھا) تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ ابوبکر ہیں جو حضور علیہ السلام کے غار کے ساتھی ہیں اور دو میں کے دوسرے ہیں لہٰذا تم سب ان سے بیعت کرو۔ پھر اُسی وقت سب نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۴۱/۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے جو کہ ابن ملحان کہلاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر مقام سخ سے گھوڑے پر تشریف لائے اور آتے ہی مسجد میں داخل ہو گئے، کسی سے بات نہیں کی۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، پھر حضور ﷺ کی طرف

متوجہ ہوئے۔ آپ علیہ السلام ایک دھاری دار یمنی چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو ہٹا کر آپ کے چہرۂ انور کو دیکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر رونا شروع کر دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر کبھی دو موتوں کو جمع نہیں کریں گے۔ بہرحال جو موت آپ کے لئے لکھی گئی ہے وہ آپ تک پہنچ گئی ہے اب دوسری نہیں آسکتی۔

راوی فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسلمہ نے حدیث بیان کی ہے، انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر نکل کر آ گئے اور دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں تو میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عمر! بیٹھ جاؤ۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ میں نے پھر کہا، اے عمر! بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، امابعد! جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور جو شخص تم میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ سن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں انہیں کبھی موت نہیں آسکتی۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی :

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علىٰ اعقابكم ومن ينقلب علىٰ عقبيه فلن يضر الله شيًا وسيجزى الله الشاكرين ـ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۴۴)

اور محمد رسول ہی تو ہیں۔ آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔ سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے؟ اور جو شخص اُلٹا پھر بھی جائے تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور حق تعالیٰ جلد ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو۔

راوی فرماتے ہیں کہ لوگوں کو گویا پتہ ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو لوگوں کو ہوش آیا۔ پھر لوگ فوراً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہ آیت لینے لگے اور ہر شخص کی زبان پر یہی آیت سنی جا سکتی تھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ مجھے لیث نے حدیث بیان کی عقیل سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ میں نے تو صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا پھر میں نے جانا کہ یہ آیت بھی قرآن مجید کی ہے۔ یا یوں فرمایا کہ میں یہ آیت سن کر مدہوش و پریشان ہو گیا، یہاں تک کہ میرے پاؤں لڑکھڑانے لگے اور جب یہ آیت سنی کہ جناب رسول کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں تو میں زمین پر گر پڑا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/۱۴۵۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۵۴)

آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے عقیل سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ سنا جو انہوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے دوسرے دن پڑھا جس دن مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ پڑھنے سے پہلے منبر رسول پر چڑھے اور خطبہ کے لئے تشہد پڑھا اور فرمایا: امابعد!

''لوگوں میں نے تمہیں کل کچھ باتیں کہیں تھیں، لیکن اب مجھے پتہ چلا کہ وہ باتیں اس طرح نہیں تھیں جس طرح میں نے تم سے کہیں تھیں۔ واللہ وہ باتیں جو میں نے تمہیں کہیں تھیں وہ نہ تو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید میں ہیں اور نہ ہی اس عہد

میں ہیں جو عہد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کیا تھا۔ لیکن میں تو یہ سمجھتا تھا کہ ہم دنیا سے چلے جائیں گے لیکن رسول اللہ ﷺ ہمارے بعد بھی دنیا میں زندہ رہیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لئے دنیا کی اُن نعمتوں کے مقابلے میں جو تمہارے پاس ہیں آخرت کی بدرجہا نعمتوں کو منتخب فرمایا ہے اور یہ کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے سیدھے راستہ پر چلایا اس کو تم بھی مضبوطی سے تھام لو، تم سیدھے راستے کو پالو گے''۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۱۳/ ۲۴۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر البغدادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعلاثہ محمد بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے، انہوں نے عروہ سے نبی کریم ﷺ کی وفات کا تذکرہ کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ کسی نے یہ کہا کہ حضور ﷺ فوت ہو چکے ہیں میں اس کو قتل کر دوں گا یا اُس کے ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا۔ اور فرما رہے تھے کہ حضور ﷺ کو غشی طاری ہوگئی ہے۔

اور حضرت عمرو بن قیس بن زائد بن الاصم بن اُم مکتوم مسجد کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے تھے : کہ

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل .... الخ

اور لوگ مسجد میں بھرے ہوئے تھے حزن وملال کی کیفیت میں رو رہے تھے اور ان کے رونے سے مسجد ایسی گونج رہی تھی کہ کان پڑی آواز سُنائی نہیں دیتی تھی۔ اتنے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے حضور علیہ السلام سے وفات کے موقع پر عہد و پیمان کیا ہو؟ اگر ہو تو ہمیں بتلا دے، ہم اس کے کئے ہوئے عہد کو پورا کریں گے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہیں علم ہے؟ انہوں نے بھی فرمایا کہ نہیں۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں، اے لوگو! کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کا کوئی عہد حضور علیہ السلام سے کیا ہوا ہو حالت وفات میں۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں کہ بے شک حضور ﷺ نے موت کا مزہ چکھ لیا ہے (یعنی آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقام سنح سے اپنی سواری پر مسجد کے دروازے پر اُترے۔ پھر حزن وملال اور غمگین حالت میں اپنی بیٹی بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانے کی اجازت طلب کی تو اجازت مل گئی۔ آپ اندر گھر میں داخل ہوگئے۔

آپ نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام حالتِ وفات میں بستر پر آرام فرما ہیں اور ازواج مطہرات آپ ﷺ کے اردگرد موجود ہیں۔ اُن سب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سُن کر پردہ کر لیا سوائے حضرت عائشہ کے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور جھک کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور رونے لگ گئے۔ اور فرمانے لگے کہ ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضور علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

اللہ کی رحمت ہو آپ پر یا رسول اللہ! آپ سے زیادہ عمدہ اور بہترین زندگی کس کی ہوسکتی ہے؟ اور آپ سے بہتر موت کس کی ہوسکتی ہے پھر آپ نے حضور علیہ السلام پر کپڑا ڈال دیا اور تیزی سے باہر مسجد کی طرف نکلے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے منبر پر پہنچے اس حال میں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف متوجہ ہوگئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر کے ایک جانب کھڑے ہو کر لوگوں کو بیٹھنے کے لئے فرمانے لگے۔ پس لوگ بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب کان لگا لئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے اپنے علم کے مطابق تشہد پڑھا اور فرمایا : کہ

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کو تمہارے درمیان زندہ رہتے ہوئے موت کی خبر پہنچادی تھی اور حضور علیہ السلام نے بھی تمہیں اپنی موت کی خبر دی تھی۔ لہٰذا تم یہ بات یاد رکھو کہ حضور علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اللہ جل شانہ کے علاوہ کسی کو بقاء نہیں۔

اللہ کا ارشاد ہے :

وما محمد الّا رسول .... الی .... وسیجزی اللّٰہ الشاکرین

یہ آیت سُن کر حضرت عمر بن خطاب ؓ نے تعجب سے فرمایا کہ کیا یہ آیت بھی قرآن میں ہے؟ واللہ مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ یہ آیت قرآن میں پہلے نازل ہو چکی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے قرآن کریم کی آیت "انّك میّت وانّهم میّتون "کی تلاوت کی۔ پھر "کل شی هالك الّا وجهه له الحکم والیه ترجعون" کی بھی تلاوت کی۔ پھر "کل من علیها فان ، ویبقیٰ وجه ربّك ذوالجلال والاکرم" اور "کل نفس ذائقة الموت ، وانما توفون اجورکم یوم القیامة" وغیرہ آیتیں تلاوت کیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو زندگی عطا فرمائی اور آپ کو باقی رکھا حتیٰ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو غالب کیا اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو چار دانگ عالم میں پھیلایا، اور جل شانہ کی راہ میں جہاد کیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اپنے پس بُلا لیا اس حال میں کہ حضور علیہ السلام نے تمہارے لئے ایک بہترین طریقۂ دین چھوڑا، اور سیدھے اور صاف راستہ پر تمہیں چھوڑ اکر دنیا سے چلے گئے۔ اب اگر کوئی ہلاک یا گمراہ ہوگا وہ حق واضح ہونے کے بعد گمراہ ہوگا، اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اُس کا ربّ اللہ ہے تو وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہیں گے اُنہیں کبھی موت نہیں آسکتی اور کوئی محمد کی عبادت کرتا تھا اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں الٰہ بنا کر نازل فرمایا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس کا الٰہ فوت ہو چکا ہے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور تم اپنے ربّ پر بھروسہ کرو، بے شک اللہ کا دین قائم رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرتا ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے۔ اور اللہ اپنے دن کو عزت اور غلبہ دینے والا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہمارے سامنے موجود ہے اور وہ نور اور شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ذریعہ اپنی محبوب شخصیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھا راستہ دکھلایا اور اس میں حلال وحرام ہر چیز کا بیان ہے۔ خدا کی قسم ہمیں اس شخص کی کوئی پرواہ نہیں ہے جو ہم پر لشکر کشی کرے (یہ باغیوں اور مرتدوں کو بتلانا تھا)۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی تلواریں ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور وہ اُس دشمنوں پر سونتی ہوئی ہیں ابھی تک اپنے ہاتھ سے نہیں رکھیں۔ اور ہم اب بھی اپنے مخالفین سے اُسی طرح جہاد کریں گے جیسے حضور علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کیا کرتے تھے۔ بس دشمن اچھی طرح سمجھ لے اور اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں''۔

یہ ساری تقریر کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ کچھ مہاجر صحابۂ کرام حضور علیہ السلام کی طرف چلے گئے۔ آگے حدیث میں حضور علیہ السلام کے غسل، کفن، دفن اور نماز جنازہ کا ذکر ہے مگر مصنف نے آگے کوئی چیز ذکر نہیں فرمائی۔ (مترجم)

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس آیت کی تاویل کیا کرتا تھا :

قوله تعالیٰ وکذالك جعلناك امّة وسطا لتکونوا شهدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدًا۔

(سورۃ البقرہ : آیت ۱۴۳)

ترجمہ: اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دیا جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ گواہ ہوں۔

کہ واللہ میں یہ سمجھتا تھا کہ حضور ﷺ اپنی اُمت میں آخر تک زندہ رہیں گے حتیٰ کہ اُمت کے آخری لوگوں کے اعمال کا بھی مشاہدہ کریں گے اور اسی بات نے مجھے اُس بات کے کہنے پر مجبور کیا جو بات میں نے کہی۔ (یعنی حضور علیہ السلام کے وصال پر جو بات میں نے کہی)

آگے مصنف فرماتے ہیں مجھے خبر دی محمد عبداللہ اور محمد بن موسیٰ نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے جو کہ اصم ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اُس بات کا ذکر کیا جس بات نے ان کو حضور علیہ السلام کی وفات کے موقع پر وہ بات کہنے پر برانگیختہ کیا جو بات انہوں نے کہی آگے پھر وہی بات کہی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن الجہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیلن کی واقدی نے اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہوئے۔ وہ شیوخ حضرات فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوگیا یا وصال کے قریب تھے تو بعض یہ کہہ رہے تھے کہ حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا اور بعض کا کہنا تھا کہ نہیں۔ پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا نبی کریم ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھا پھر کہنے لگی کہ حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کی مہر نبوت اُٹھائی جا چکی ہے اور یہی آپ علیہ السلام کی وفات کی علامت ہے۔ (یہ روایت ضعیف ہے) (البدایہ والنہایہ ۵/۲۴۴)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابی معشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے محمد بن قیس سے، انہوں نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں میں نے اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے سینے پر اُس دن رکھا جس دن حضور ﷺ کی وفات ہوئی۔ پھر میں نے کئی مرتبہ کھانا کھایا اور ہاتھ بھی دھوئے مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہیں گئی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی ابی عمرو نے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ سعید بن ابی عمرو نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے حجاج بن ابی زینب سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے طلحہ سے نقل کیا جو کہ غلام ہیں ابن زبیر کے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آپ علیہ السلام کا پیٹ خالی تھا۔

☆☆☆

باب ۲۹۱

نبی کریم ﷺ کا اپنے بعد متعین طور پر کسی کو خلیفہ نہ بنانے پر استدلال اور نہ ہی خلافت کے بارے میں کسی قسم کی کوئی وصیت فرمائی اُمت کے حق میں البتہ نماز کا حکم فرما کر خلافت کی طرف اشارہ فرما دیا تھا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواُسامہ نے ہشام بن عروہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب میرے والد پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اُس کے بعد اُن کی وفات کا وقت آیا تو کچھ لوگوں نے آپ کی تیمارداری کی اور آپ کو تسلیاں دیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انتہائی جزائے خیر عطا فرمائے۔ تو میرے والد نے فرمایا کہ کچھ تو اُمید لگائے ہوئے ہیں اور کچھ لوگ ڈر رہے ہیں۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے معاملات کا بوجھ زندہ اور مرنے دونوں صورتوں میں برداشت کروں۔ میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ خلافت کے معاملہ میں میرا حصہ برابر ہو جائے مجھ پر نہ کوئی بوجھ ہو اور نہ ہی کوئی نفع ہو۔ اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھ سے بہتر اور افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ کیا انہوں نے خلیفہ مقرر کیا؟ اگر میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں کیونکہ تمہیں تمہارے حال پر اس ذات نے بھی چھوڑا تھا جو مجھ سے بہتر اور افضل ہیں۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ نے)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ نے حضور علیہ السلام کا ذکر کیا تو میں نے جان لیا کہ آپ کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی کریب سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی اُسامہ سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام بخاری نے ثوری کی حدیث سے، انہوں نے ہشام سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ فتح الباری ۱۳/ ۲۰۵۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۱۴۵۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الفریابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان نے ہشام سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو جو شخص مجھ سے بہتر و افضل ہے کیا اس نے خلیفہ بنایا؟ اور اگر میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر ذات نے بھی تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ نے)

اس روایت کو امام بخاری نے محمد بن یوسف الفریابی سے نقل کیا ہے، جبکہ دونوں حضرات شیخین نے اس روایت کو سالم کی حدیث سے نقل کیا ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۱۳/ ۲۰۵۔۲۰۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں اس کی خبر دی ابومحمد بن شوذب الواسطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعیب ابن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود الحفری نے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے،

انہوں نے اسود بن قیس سے، انہوں نے عمرو بن سفیان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں پر غالب ہوئے تو انہوں نے لوگوں سے کہا : کہ

''اے لوگو! نبی کریم ﷺ نے امارات کے سلسلہ میں ہمیں کسی قسم کی کوئی وصیت نہیں فرمائی حتیٰ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے میں ہم سب نے رائے اور مشورہ سے فیصلہ کیا۔ پھر آپ خلیفہ بن گئے اور بڑے عمدہ طریقے سے انہوں نے اپنا زمانہ خلافت مکمل کیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ بھی مشورے سے ہوا۔ پھر انہوں نے بھی بڑے عمدہ طریقے سے اپنا زمانہ خلافت مکمل کیا، حتیٰ کہ انہوں نے دین کا جھنڈا اتنا بلند کیا حتیٰ کہ اسلام کی جڑ مضبوط ہوگئی۔ اس کے بعد قوم دنیا کے حصول میں لگ گئی۔ پھر دنیا کے امور ایسے بڑھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی میں وسعت دے دی''۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی ابو بکر محمد بن احمد المز کی نے مرو میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن رُوح المدائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ بن سوار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن میمون نے حصین بن عبدالرحمٰن سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی وائل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ ہمارے لئے کسی کو خلیفہ کیوں نہیں نامزد کرتے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تو میں کیسے کسی کو خلیفہ بنا سکتا ہوں؟ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمایا تو میرے بعد اللہ تعالیٰ ان کو کسی بہتر آدمی پر جمع فرما دے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے بعد لوگوں کو ایک بہتر و افضل شخص (ابو بکر رضی اللہ عنہ) پر جمع کر دیا۔

مصنف فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت شدہ حدیث کی تائید اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس کی خبر ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے فوائد میں دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن خالد بن خلی الحمصی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بشر بن شعیب بن ابی حمزہ نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن کعب بن مالک الانصاری نے (اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اُن تین صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی تھی)۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن کعب نے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس سے اس وقت باہر نکلے جب آپ ﷺ مرض الوفات کی تکلیف میں مبتلا تھے تو فوراً لوگوں نے پوچھا کہ حضور ﷺ کا آج کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ الحمدللہ اللہ کا شکر ہے آج تو طبیعت بہتر ہے۔

یہ سُن کر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم تم تین دن بعد غلام بنو گے اور بخدا میں تو سمجھتا ہوں کہ حضور ﷺ عنقریب اسی مرض الوفات کی تکلیف میں دنیا سے رخصت ہو جائیں گے کیونکہ میں عبدالمطلب کی اولاد کو وفات کے وقت پہچان لیتا ہوں اس لئے بہتر ہے کہ ہم دونوں حضور ﷺ کے پاس جا کر یہ پوچھ لیں کہ آپ ﷺ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟ اگر آپ ہمیں (بنو ہاشم کو) خلافت دیں پھر تو ہمیں علم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کو خلافت دیں تو آپ ان کو ہمارے لئے وصیت کر کے جائیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ اگر ہم خلافت کا سوال کریں اور حضور ﷺ ہمیں منع کر دیں تو واللہ پھر کوئی شخص بھی اس کے بعد قیامت تک ہمیں خلافت نہیں دے گا، اس لئے اس چیز کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال نہیں کر سکتا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسحاق بن بشر بن شعیب سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۴۷۔ فتح الباری ۱۴۲/۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے ، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہری نے ، انہوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سے اُس وقت نکلے جس وقت حضور علیہ السلام پیٹ کی تکلیف میں مبتلا تھے (پھر وہی حدیث ذکر کی) مگر غلام بننے کا ذکر نہیں ہے ، البتہ آخر میں اس بات کا اضافہ ہے کہ حضور ﷺ اُس چاشت کے قریب وفات پا گئے ۔ سیرۃ ابن ہشام ۲۶۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد الصفار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور رمادی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے نقل کرتے ہوئے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن کعب ابن مالک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس سے مرض الوفات کے زمانہ میں گھر سے باہر نکلے اور ان دونوں سے ایک شخص کی ملاقات ہوگئی ۔ اُس شخص نے پوچھا کہ اے ابوالحسن آج حضور علیہ السلام کا مزاج کیسا ہے ؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج طبیعت تو الحمدللہ بہتر ہے ۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ، تم تین دن کے بعد غلام بن جاؤ گے ۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلوت میں فرمایا کہ میں بنی عبدالمطلب کی اولاد کو موت کے وقت پہچان لیتا ہوں ، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ حضور علیہ السلام اس مرض الوفات کے بعد زندہ نہیں رہ سکیں گے ۔ اگر خلافت کا معاملہ ہمارے حوالہ ہوگیا تو پھر ہر چیز کا علم ہو جائے گا اور اگر خلافت ہمیں نہیں ملی تو حضور علیہ السلام کم از کم ہمارے متعلق وصیّت تو کر جائیں گے ۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر ہم نے حضور علیہ السلام سے خلافت کا سوال کیا اور حضور علیہ السلام نے ہمیں خلافت نہیں عطا کی تو آپ کا کیا خیال ہے کہ پھر لوگ ہمیں خلافت دیں گے ؟ (یعنی پھر کبھی نہیں دیں گے) ۔ لہٰذا واللہ میں کبھی بھی خلافت کے بارے میں حضور علیہ السلام سے سوال نہیں کر سکتا ۔

حضرت عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ معمر ہمیں یہ کہتے تھے تمہارے نزدیک ان دونوں میں سے کس کی رائے بہتر تھی تو ہم کہتے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رائے بہتر تھی ، لیکن حضرت معمر ہماری بات کو تسلیم نہیں کرتے تھے ۔ اور فرماتے تھے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کا سوال کرتے اور حضور علیہ السلام اُنہیں خلافت عطا بھی کر دیتے تو پھر اگر لوگ اُن کی خلافت نہ مانتے تو کافر ہو جاتے ، اس لئے اُن کا نہ مانگنا ہی بہتر تھا ۔

عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ یہ بات میں نے ابن عیینہ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کا سوال کر لیتے تو یہ اُن کے لئے اُن کے مال اور اولاد سے بھی بہتر تھا ۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن عبداللہ السنی نے مرو میں ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالموجہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدان نے ، انہوں نے ابی حمزہ سے نقل کیا ہے ، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے ، انہوں نے عامر جو کہ شعبی ہیں سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا (جبکہ حضور علیہ السلام بیمار ہو گئے تھے) میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا ہے کہ اب حضور علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا ۔ اس لئے آپ مجھے لے کر حضور علیہ السلام کے پاس چلیں اور عرض کریں کہ آپ اپنے بعد کس کو خلیفہ بنائیں گے ؟ پس اگر حضور ﷺ نے خلافت کے لئے ہمیں منتخب کر لیا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہمارے لئے کچھ وصیّت کر جائیں کہ بعد والے ہمارے ساتھ ظلم وغیرہ کا برتاؤ نہ کریں ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا یہ بات پوچھنا مجھے بُرا لگتا ہے۔ پھر جب حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ہاتھ آگے کرو ہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور بیعت نہ لی۔

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دونوں مشوروں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کر لیتے تو یہ ان کے لئے سُرخ اُونٹوں سے بھی خیر اور بہتر تھا۔

حضرت عامر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک ہو جاتے تو پھر صحابۂ کرام میں اُن سے زیادہ فضیلت والا اور ذی عقل، ذی رائے اور کوئی نہ ہوتا۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی از ہر بن سعد السمان نے، انہوں نے ابن عون سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی مقرر کیا ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کب وصیت فرمائی؟ حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ حضور علیہ السلام نے آخری وقت میں ایک ٹپ منگوایا تاکہ اس میں پیشاب کریں اور حضور علیہ السلام میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، پس اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھک گئے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری جھولی میں گر پڑے اور آپ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا مجھے پتہ بھی نہ چلا۔ جب اصل بات یہ ہے تو کون کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے وصی مقرر فرمایا تھا؟

اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن محمد سے نقل کیا ہے، انہوں نے زہری سے، جبکہ شیخین نے اس حدیث کو ابن علیہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عون اور ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الوصایا ۴/۳، ۶، ۱۸، مسلم۔ کتاب الوصیۃ ص ۱۲۵۷۔ مسند احمد ۶/۳۲)

اور یہ وہی ابراہیم ہیں جو ابن یزید بن شریک التیمی کہلاتے ہیں۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن رجاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ارقم بن شرحبیل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے سفر کیا تو میں نے راستہ میں سوال کیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو وصی بنایا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مرض لاحق ہوا جس میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا تو آپ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکان میں تھے۔

اُسی دوران آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ علی کو بلاؤ تو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا ابوبکر کو نہ بُلائیں یارسول اللہ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان کو بھی بُلوا لو۔ اتنے میں بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا عمر کو نہ بُلائیں یارسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا ہاں ان کو بھی بُلوا لو۔ پھر اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نہ بُلائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان کو بھی بلا لو۔ پھر جب سب حضرات رضی اللہ عنہم حاضر ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اُوپر اُٹھایا لیکن کوئی ارشاد نہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم یہاں سے چلتے ہیں اگر حضور علیہ السلام کو ہماری ضرورت پڑے گی تو ہمیں بلا لیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ اتنے میں حضور علیہ السلام بھی گویا ہوئے اور فرمایا کہ حضرت ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر نماز کے متعلق حدیث بیان فرمائی۔ (لیکن مصنف نے اس کو ذکر نہیں کیا۔ مترجم)

راوی نے آخر حدیث میں ارشاد فرمایا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا لیکن آپ نے کسی کو وصی نہیں بنایا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری الاسفرائینی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن مرزوق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مالک بن مغول نے، انہوں نے طلحہ بن مصرف سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو وصی بنایا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ تو میں نے پوچھا کہ پھر کس چیز کی آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت فرمائی تھی۔

حضرت مالک نے فرمایا کہ حضرت طلحہ اور حضرت ہذیل بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کے وصی پر حکومت کر سکتے تھے لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھا کہ اگر وہ حضور ﷺ کا کوئی حکم خلافت کے متعلق پاتے تو تابعدار اونٹنی کی طرح اپنی ناک میں تابعداری کی نکیل ڈال لیتے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں فریابی سے نقل کیا ہے، انہوں نے مالک بن مغول سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے اس حدیث کو عبدالرحمن بن مہدی وغیرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے مالک سے نقل کیا ہے۔

(بخاری ۔ کتاب الوصایا۔ مسلم ۔ کتاب الوصیۃ ۔ ابن ماجہ ۔ کتاب الوصایا۔ حدیث ۲۶۹۶ ص ۹۰۰/۲)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم التیمی سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ ہمارے پاس قرآن کے علاوہ کوئی اور بھی کتاب ہے جس کو ہم پڑھتے ہیں تو وہ جھوٹا ہے۔ اور وہ سن لے کہ ہمارے پاس سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور یہ صحیفہ ہے جو کہ آپ کی تلوار میں معلق تھا۔ اس میں اونٹوں کی عمریں اور زخموں کے قصاص کا بیان ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ بیان ہے کہ مدینہ منورہ عیر پہاڑ سے لے کر مقام ثور تک حرم ہے اگر کوئی شخص اس جگہ دین کی کوئی نئی بات نکالے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اور روزِ قیامت نہ اُس کا فرض قبول ہوگا نہ ہی نفل اور اگر کوئی شخص اپنا نسب اپنے حقیقی والد سے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے یا کوئی لونڈی یا غلام اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے تو اُس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا بھی کوئی فرض ونفل قبول نہیں فرمائے گا۔ اور تمام مسلمان کا ذمہ برابر و یکساں ہے، اُن میں سے ادنیٰ مسلمان کا کسی کو پناہ دینا بھی قابلِ اعتبار ہے اور کوئی مسلمان کا ذمہ توڑے گا اُس پر بھی اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اُن کا بھی کوئی فرض ونفل قبول نہیں ہوگا"۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں دوسری سند سے اعمش سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے زہیر بن حرب سے نقل کیا ہے جبکہ ان حضرات نے ابی معمر سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ باب ذمۃ المسلمین ۱۲۲/۴، ۱۲۴/۴۔ مسند احمد ۸۱/۱۔ ابوداؤد ۲۱۶/۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی تمتام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہُدبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتادہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی حسان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیں کسی کا بھی حکم کرتے تو انہیں یہ کہا جاتا کہ ہم نے تو یہ کام اس طرح کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی بات سچی ہے تو آپ سے کہا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے آپ کے لئے کسی چیز کی وصیت کی ہے؟

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے دوسروں کو چھوڑ کر مجھے کسی خاص چیز کی وصیت نہیں فرمائی (یعنی جو وصیت سب کے لئے تھی وہی وصیت میرے لئے بھی تھی)۔ مگر یہ کچھ چیزیں میرے اس صحیفہ میں لکھی ہوئی ہیں جو میری تلوار کی نیام میں معلق ہیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ نے اپنی تلوار کو نیچے کیا اور اُس میں سے وہ صحیفہ نکالا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ جس نے دین میں کسی نئی چیز کو ایجاد کیا یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا تو اُس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ نہ اُس کا فرض قبول کرے گا اور نہ ہی نفل۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور میں بھی مکہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور میں مدنیہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں کہ وہ سیاہ پتھروں اور چراہ گاہوں کے درمیان کا حصہ ہے۔ کوئی اُس کا کانٹا بھی نہ توڑے اور نہ ہی اُس کے شکار کو بھگائے اور نہ ہی اُس کی گمشدہ چیز کو اُٹھائے الا یہ کہ کوئی اُس کا اعلان کروائے تو اُس کو دے دیا جائے اور نہ اس کے درختوں کو کوئی کاٹے الا یہ کوئی آدمی اپنے اُونٹوں کو چرائے اور نہ ہی کوئی اس میں قتال کے لئے اسلحہ اُٹھائے اور اُس میں سارے مؤمن برابر و یکساں ہیں اور سب کے خون برابر ایک دوسرے پر حرام ہیں اور اُن ہیں کا ادنیٰ کا ذمہ بس کے لئے قابلِ اعتبار ہے۔ خبردار! اس میں کوئی مسلمان بھی کسی کافر کو قتل نہ کرے اور نہ کوئی ذمہ والے شخص کو کوئی شخص قتل کرے۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۲۰۳۵۔ ۲/۲۱۶۔ ۲۱۷)

مصنف فرماتے ہیں اور بہر حال وہ حدیث جس نے خبر دی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمٰن یحییٰ بن زہیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن عمرو النصیبی نے، انہوں نے سرّی بن خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ اے علی! میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں تم اُس وصیت کی حفاظت کرنا اور جب تک تم میری وصیت کو یاد رکھو گے اس وقت تک تم خیر و بھلائی پر رہو گے، پھر فرمایا کہ اے علی! مؤمن کی تین نشانیاں ہیں کہ وہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو قائم کرنے والا ہوتا ہے، پھر انہوں نے طویل حدیث بیان کی اور اس میں ترغیب و آداب کو بیان کیا۔

اور یہ بقول مصنف موضوع ہے اور مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے ابتداء کتاب میں یہ شرط بیان کی تھی کہ میں اس کتاب میں کوئی موضوع حدیث نہیں لکھوں گا اگر کوئی موضوع حدیث ذکر بھی کی تو اس کی وضاحت ضرور کروں گا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعد المالینی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد بن عدی حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی احمد بن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حماد بن عمرو النصیبی کا شمار جھوٹ بولنے والے راویوں میں ہوتا ہے اور وہ موضوع حدیث بیان کرتا ہے۔ اور وہ جو ہم نے بیان کیا ہے ابوعبداللہ حافظ کے سامنے (مدخل کتاب کے اوّل میں کہ حماد بن عمرو النصیبی اور نصیبین میں سے ایک ہے جو ثقہ جماعت سے روایت کرتا ہے۔ اس کی احادیث موضوع ہوتی ہیں۔ (تاریخ کبیر ۳/ ۲۸۔ ضعفا للعقیلی ۱/ ۳۰۸۔ مجروحین ۱/ ۲۵۲۔ میزان ۱/ ۵۹۸)

یہ بات مرّہ کے سامنے لغو ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ حماد بن عمر کا قصہ دوسرا ہے اور اس کی سند مرسل ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالقاسم عبیداللہ بن عثمان بن یحییٰ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمر بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن علی قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زید بن رفیع نے، انہوں نے مکحول الشامی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ بات ہے جو حضور ﷺ نے علی بن ابی طالب سے بیان فرمائی تھی جب آپ غزوۂ حنین سے واپس ہوئے تھے اور اس وقت سورۃ النصر نازل ہوئی۔

آگے انہوں نے طویل حدیث کو باب الفتنہ میں ذکر کیا ہے اور وہ حدیث بھی منکر حدیث ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں سے یہی احادیث اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کافی ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی صالح بن کیسان نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وفات کے وقت صرف تین باتوں کی وصیت فرمائی۔

(۱) رہاہیین کے لئے (رہاہیین ایک قبیلہ ہے) اور داریین کے لئے، اور شانئیین کے لئے اور اشعریین کے لئے خیبر کی زمین کی آمدنی میں سے سو سو وسق دیئے ہیں۔

(۲) اُسامہ بن زید کے لشکر کو بھیجنے کو ضروری سمجھا جائے۔

(۳) اور یہ وصیت فرمائی کہ جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے۔

باب ۲۹۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث جس میں

حضور علیہ السلام کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی وفات کے ذکر کا بیان ہے اور جو آپ ﷺ نے اُن کو وصیت فرمائی اُس کا بیان ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے مرّہ کے نزدیک

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حمزہ بن العباس عقبی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن رُوح المدائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلام بن سلیمان المدائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلام بن سلیم الطویل نے، انہوں نے عبدالملک بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے، انہوں نے حسن العربی سے نقل کیا ہے، انہوں نے اَشعث بن طلیق سے، انہوں نے مرّہ بن شرحبیل سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو ہم سب اپنی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ہماری طرف دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر ہمیں ارشاد فرمایا کہ میری جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے اور ہمیں اپنی وفات کی خبر دی، پھر فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی دے، اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت ہی پر رکھے، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد و نصرت کرے، اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے، اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق خیر عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہیں دین پر قائم رکھے، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال قبول فرمائے، میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے اور اُس نے خلیفہ بنایا تمہارے لئے۔ بے شک میں تمہارے لئے اُس کی طرف سے واضح

www.ahlehaq.org

ڈرانے والا ہوں اور ہاں تم اللہ تعالیٰ کے بندوں، اس کے شہروں پر سرکشی مت کرنا، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس کا ذکر تمہارے لئے بھی کیا ہے اور میرے لئے بھی: کہ

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوًّا في الأرض ولا فسادًا والعاقبة للمتقين

(سورۃ القصص: آیت ۸۳)

عالم آخرت ہم انہیں لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اليس في جهنم مثوى للمتكبرين۔ (سورۃ العنکبوت: آیت ۶۸)

کیا نہیں ہے جہنم ٹھکانہ متکبرین لوگوں کے لئے۔

ہم نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کی وفات کا وقت کب ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ موت کا وقت قریب ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے والا ہوں۔ اور سدرۃ المنتہیٰ اور جنت کے آبخورے اور عمدہ عمدہ بستر اور تخت کی طرف پلٹنے والا ہوں۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ آپ کو غسل کون دے گا یارسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے قریبی اہل خانہ اور قریبی کے ساتھ بہت زیادہ فرشتے بھی ہوں گے جو تمہیں نظر نہیں آئیں گے۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ ہم کس چیز میں آپ کو کفن دیں؟ تو آپ نے علیہ السلام نے فرمایا کہ یا تو میرے انہی کپڑوں کو کفن بنانا یا یمنی کپڑا ہو یا پھر مصر کا سفید کپڑا ہو۔

پھر ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا؟ تو نبی کریم ﷺ رو پڑے، پھر ہم بھی رو پڑے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم ذرا ٹھہرو اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے نبی کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ جب تم مجھے غسل دے دو اور مجھے دھونی بھی دے دو اور مجھے کفن بھی دے دو پھر تم مجھے میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا، پھر تم سب تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے جو میری نماز پڑھیں گے وہ میرے دوخلیل اور میرے دوست جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام ہوں گے۔ پھر ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ پھر انسانوں میں سے سب پہلے میرے اہل بیت میں سے مرد ہوں گے۔ پھر عورتیں ہوں گی۔ پھر تم سب اجتماعی یا انفرادی طور پر آکر میری نمازِ جنازہ پڑھنا لیکن دیکھو چیخنے، چلّانے اور رونے سے تکلیف مت پہنچانا۔ اور میرے صحابہ میں سے جو اُس دن غائب ہو اس کو میرا سلام کہنا اور میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ اُس شخص کو سلام کہتا ہوں جو اسلام میں داخل ہوا اور جو میرے اس دین کی اتباع کرے گا قیامت تک آنے والے سب انسانوں کے لئے۔

ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے جو میرے قریب ہوں گے وہی مجھے قبر میں داخل کریں گے، مگر تمہارے ساتھ بہت سے فرشتے بھی ہوں گے جن کو تم نہیں دیکھ سکو گے۔

اس حدیث مبارکہ کی تائید کرنے والی ایک اور حدیث احمد بن یونس نے سلام الطویل سے بیان کی ہے جبکہ سلام الطویل اس میں تنہا ہیں۔

☆☆☆

باب ۲۹۳

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کی مدت

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن

مہینہ سال اور وقت

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حدیث بیان کی عباس بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف الفریابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کا دن کون سا تھا؟ تو میں نے عرض کیا کہ پیر کا دن تھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے بھی امید ہے کہ میں بھی پیر والے دن مروں گا۔ لہٰذا آپ کا انتقال بھی پیر کے دن ہوا۔ (فتح الباری ۲۵۲/۳)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودذباری نے طوس میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالنضر محمد بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن عفیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، انہوں نے خالد بن ابی عمران سے نقل کیا ہے، انہوں نے حنش سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پیر کے دن ہوئی اور آپ کو نبوت پیر کے دن ملی، آپ مکہ سے ہجرت کر کے پیر کے دن گئے اور فتح مکہ پیر کے دن ہوا اور سورۃ المائدہ پیر کے دن نازل ہوئی کہ الیوم اکملت لکم دینکم (ترجمہ) کہ آج کے دن میں تمہارے لئے تمہارے دن کو مکمل کر دیا۔ اور آپ کا انتقال بھی پیر کے روز ہوا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۰۔ مسند احمد ۱/۲۷۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، انہوں نے خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حنش سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، پھر وہی حدیث بیان کی۔ البتہ اتنا اضافہ فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو وہ دن بھی پیر کا دن تھا۔ البتہ اس روایت میں اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ مجھے نبوت بھی پیر کے روز ملی۔ اور اس آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" کے ذکر میں بھی اختلاف ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا دن جمعۃ المبارک اور یوم العرفہ تھا۔ اسی طرح عمار بن ابی عمار نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، انہوں نے ابی الاسود سے نقل کیا ہے، انہوں نے عروہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن المنذر نے، انہوں نے ابن فلیح سے نقل کیا ہے، انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے ابن شہاب سے،

یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کی بیماری سخت ہوگئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ ابھی یہ حضرات پہنچے بھی نہ تھے کہ حضور علیہ السلام کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر ہی انتقال ہوگیا اور وہ دن پیر کا تھا۔ ابراہیم نے یہ بھی اضافہ کیا کہ سورج ڈھل چکا تھا ربیع الاوّل کے مہینہ میں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن کامل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالاعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے، اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور علیہ السلام صفر المظفر کی ۲۲/ بائیسویں رات کو بیمار ہوئے۔ آپ علیہ السلام کی بیماری کی ابتداء آپ کی ایک باندی ریحانہ نامی کے ہاں ہوئی جو کہ یہودیوں سے قید ہوکر آئی تھی۔ اور جس دن آپ کے مرض میں تکلیف کا آغاز ہوا وہ ہفتہ کا دن تھا اور آپ کی وفات اس دن سے دسویں دن پیر کے دن ہوئی ربیع الاوّل کی تین تاریخ تھی، اور مدینہ منورہ میں آئے ہوئے پورے دس سال مکمل ہوگئے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن الجہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعشر نے محمد بن قیس سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بدھ کے دن بیمار ہوئے (صفر المظفر کی انیسویں تاریخ کو ہجرت کا گیارہواں سال تھا)۔ زینب بنت جحش کے گھر میں شدید بیمار ہوئے تو فوراً تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن وہاں جمع ہوگئیں۔ آپ تقریباً (۲۳) تیئیس دن بیمار رہے اور پیر کے دن ربیع الاوّل کے مہینہ اور ہجرت کے گیارہ سال میں آپ کا انتقال ہوا۔ (مغازی واقدائی) (مغازی للواقدی ۱۱۲/۳)

واقدی فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض نے مقبری سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عبداللہ بن رافع سے، انہوں نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کے مرض کی ابتداء آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوئی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعشر نے، انہوں نے محمد بن قیس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام تقریباً تیئیس دن بیمار رہے۔ جب بھی آپ کو افاقہ ہوتا تو آپ نماز پڑھتے اور جب بیمار ہوتے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نمازیں پڑھاتے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمار بن حسن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلمہ بن الفضل نے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا انتقال ۱۲/ ربیع الاوّل کو ہوا۔ اور وہ ہی دن تھا جس دن حضور علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں آئے تھے اور اس دن آپ کی ہجرت کے پورے دس سال مکمل ہوگئے تھے۔

☆☆☆

باب ۲۹۴

جس دن حضور ﷺ کا انتقال ہوا اس دن آپ کی عمر مبارک کیا تھی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالخیر جامع ابن احمد بن محمد بن مہدی الوکیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن الحسن المحمد آبازی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے، اس بات کے متعلق جو مالک بن انس نے بیان کی تھی۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن محمد بن سختویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن قتیبہ اور جعفر بن محمد نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیان کیا ملک نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے، انہوں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت زیادہ دراز قد تھے نہ بہت چھوٹے قامت والے، نہ بہت زیادہ سفید تھے نہ گندمی رنگت والے تھے، نہ سخت گھنگریالے بالوں والے تھے نہ بالکل سیدھے بالوں والے تھے۔ غرض کہ ہر چیز نہایت اعتدال سے بنائی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اُنہیں چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا اور مکہ مکرمہ میں آپ دس سال رہے پھر مدینہ منورہ میں بھی دس سال رہے۔ اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور آپ کی داڑھی اور سر کے بالوں میں بیس سے زیادہ سفید بال نہیں تھے۔

یہ الفاظ حدیث یحییٰ کے ہیں جبکہ قعنبی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور ﷺ کے بال نہ سخت گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔ باقی وہی الفاظ ہیں۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے نقل کیا ہے جبکہ دوسرے حضرات نے مالک سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۱۳ ص ۱۸۲۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعمر عبداللہ بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوغالب الباہلی نے، وہ فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ انس بن مالک سے عرض کیا کہ اے ابوحمزہ! جب رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے لئے منتخب کیا گیا تو اس وقت آپ کی عمر مبارک دوسرے لوگوں کی بنسبت کتنی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چالیس سال آپ علیہ السلام کی عمر تھی، پھر کہاں رہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں اور جس دن آپ کا انتقال ہوا اُس دن آپ کی عمر پورے ساٹھ سال تھی۔ پھر میں نے عرض کیا اُس دن اتنی عمر میں آپ لوگوں میں کس طرح لگتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تمام لوگوں میں خوب جوان، خوبصورت اور صاحب جمال اور جسم بھرا ہوا تھا۔ تو میں نے کہا اے ابوحمزہ! کیا آپ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ کسی غزوہ میں شرکت کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ میں غزوۂ حنین میں آپ علیہ السلام کے ساتھ شریک تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بغداد میں وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسماعیل محمد بن اسماعیل السلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوغسان محمد بن عمرو رازی الطیالسی نے جن کا لقب زنیج تھا۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حکام بن سالم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن زائدہ نے،

انہوں نے زبیر سے، انہوں نے عدی سے، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تھا اُس وقت آپ علیہ السلام تریسٹھ (۶۳) سال کے نوجوان تھے۔ اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ سال تھی۔ اور جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو اُن کی عمر بھی تریسٹھ سال تھی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی غسان سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۱۴ ص ۱۸۲۵/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیی بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو اُس وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

علامہ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی خبر دی ابن مسیب نے، اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحیٰی بن بکیر سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے دوسری سند سے لیث سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم ۱۸۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی عبداللہ بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حارث بن ابی اُسامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن دینار نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں تیرا (۱۳) سال رہے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مطر بن الفضل سے روایت کیا ہے، انہوں نے روح بن عبادہ سے نقل کیا ہے، جبکہ امام مسلم نے اسحاق بن ابراہیم سے نقل کیا ہے، انہوں نے روح بن عبادہ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ مناقب الانصار، مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۲۶/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبیداللہ ابن المنادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے، انہوں نے ابی حمزہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب سے وحی شروع ہوئی ہے اس وقت سے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں رہے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں بشر بن السرّی سے نقل کیا ہے، انہوں نے حماد سے نقل کیا ہے۔ (مسلم ص ۱۸۲۶/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن احمد بن اسماعیل الطبرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن منصور الطوسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل الصائغ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عبداللہ بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو نبوت چالیس سال کی عمر میں ملی، پھر آپ تیرا (۱۳) سال مکہ مکرمہ میں رہے، وہیں وحی نازل ہوئی تھی۔ پھر آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ پس آپ نے مدینہ منورہ ہجرت کی اور وہاں دس سال رہے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مطر بن الفضل سے نقل کیا ہے، انہوں نے روح بن عبادہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ حدیث ۳۹۰۲۔ فتح الباری ۲۲۷/۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر الاصفہانی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے ، انہوں نے ابی اسحاق سے نقل کیا ہے ، انہوں نے عامر بن سعد سے ، انہوں نے جریر بن عبداللہ نے ، انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی رُوح قبض کی گئی تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔ اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔ اور جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں غندر سے نقل کیا ہے ، انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ۱۸۲۷/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن علی بن محمد فقیہ شیرازی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد یحییٰ بن منصور قاضی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن نضر بن جارود نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن رافع نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ نے ، جو کہ ابن سوار ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے ، انہوں نے یونس بن عبید نے ، انہوں نے عمار سے جو کہ بنی ہاشم کے غلام ہیں۔

وہ فرماتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جب حضور علیہ السلام نے وفات پائی اس وقت آپ کتنی عمر کے تھے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو بڑے سخت تعجب کی بات ہے کہ آپ جیسے شخص کو اس کا علم نہیں ہے ، حالانکہ تمہاری قوم کا واقعہ ہے۔ پھر خود ہی فرمایا کہ اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال کی تھی۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ۱۸۲۷/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجاج نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد نے ، انہوں نے عماد بن ابی عمار سے ، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ، حضور علیہ السلام کی عمر مبارک کے حساب کے متعلق۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں پندرہ برس قیام فرمایا۔ اس حال میں کہ سات برس تک تو فرشتوں کے آنے کی آوازیں سُنتے تھے اور نور و روشنی دیکھتے تھے۔ لیکن کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ پھر آٹھ سال اس حال میں گزارے کہ آپ پر وحی آتی تھی۔ اور مدینہ منورہ میں دس سال رہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں دوسری سند سے ذکر کیا ہے۔ اور حماد سے بھی نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ۱۸۲۷/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن ایوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشیم نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن زید نے ، انہوں نے یوسف بن مہران سے ، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال تھی۔

بقول مصنف میں یہ کہتا ہوں اسی طرح روایت کیا ہے عمرو بن عون نے ، انہوں نے ہشیم سے نقل کیا ہے اور ہشیم کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا قول تریسٹھ (۶۳) سال کا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے ، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاذ

بن ہشام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے دغفل بن حنظلہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال کی تھی اور یہ روایت عمار کی روایت اور جن لوگوں نے ان کی اتباع کی ہے ان کے موافق ہے۔

اور ابن عباس ؓ سے نقل کرنے والی ایک جماعت کی روایات بھی اسی کے مطابق ہیں۔ لیکن تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر والی زیادہ قابل اعتماد بھی ہیں تو یہ روایات اکثر بھی ہیں اور ان کی روایات روایات صحیحہ کے موافق ہیں جو کہ عروہ سے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت انس کی روایتوں میں سے ایک روایت بھی اسی کے موافق ہے۔ اور حضرت معاویہ ؓ کی روایت بھی اس کے موافق ہیں اور یہی قول ابن المسیب اور عامر شعبی اور ابی جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہم کا بھی ہے۔

باب ۲۹۵

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غسل دیئے جانے کے بیان میں

نیز اس دوران جو نبوت کے آثار کا ظہور ہوا اُس کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن محمد فقیہ نے کتاب السنن میں وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد سجستانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی نفیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد نے، انہوں نے اپنے والد عباد بن عبداللہ بن زبیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگوں نے حضور علیہ السلام کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگا، واللہ میں تو علم نہیں رکھتا کہ آیا ہم حضور علیہ السلام کے کپڑے اُتاریں جیسا دیگر مُردوں کو غسل دیتے ہوئے اُتارتے ہیں یا نہ اُتاریں یا کپڑوں سمیت آپ کو غسل دیں۔ جب آپس میں اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند طاری کر دی، حتیٰ کہ کوئی بھی شخص ایسا نہ تھا جس کی ٹھوڑی اُس کے سینے سے نہ لگ گئی ہو۔ پھر ایک غیبی آواز گھر کے کونے میں سے آئی لیکن بولنے والا دکھائی نہ دیا کہ حضور علیہ السلام کو کپڑوں سمیت غسل دے دو۔ چنانچہ سب بیدار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا گیا اس حال میں کپڑے بدستور جسم اطہر پر باقی تھے۔ اور صحابہ کرام جسم اطہر کو قمیص کے ذریعہ ہی رگڑ رہے تھے نہ کہ ہاتھوں سے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (کہ حضور علیہ السلام کے غسل کا طریقہ) جو بعد میں پتہ چلا اگر پہلے پتہ چل جاتا تو حضور علیہ السلام کو آپ کی ازواج کے علاوہ کوئی اور غسل نہ دیتا۔ (مستدرک حاکم ۳/۵۹۔۶۰۔ خصائص کبریٰ ۲/۲۷۵)

اس روایت کی سند صحیح ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کی خبر ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے دی، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوقتیبہ سلم بن الفضل آدمی نے مکہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہشام البغوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو بردہ برید بن عبداللہ نے، انہوں نے علقمہ بن مرثد سے نقل کیا ہے، انہوں نے سلیمان بن بریدہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو غسل دینا شروع کیا تو ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ حضور ﷺ کی قمیص مت اُتارنا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد الکعبی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن قتیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن شیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضیل نے، انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن حارث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں حضرت علی ﷛ نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا تھا اس حال میں کہ آپ ﷺ کے اُوپر قمیص تھی اور حضرت علی ﷛ کے ہاتھ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا جس کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو غسل دے رہے تھے۔ اس دوران آپ نے اپنا ہاتھ حضور علیہ السلام کی قمیص کے اندر ڈالا اور جسم اطہر کو دھویا اور قمیص اُوپر تھی۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۵)

اور ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن الحسین قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف سلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن موسیٰ نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل جو ابن ابی خالد ہیں انہوں نے عامر سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کو کس کس نے غسل دیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت علی ﷛، اُسامہ اور فضل بن عباس ﷛ نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا تھا اور انہوں نے ہی آپ علیہ السلام کو قبر مبارک میں داخل فرمایا تھا۔ حضرت علی ﷛ حضور علیہ السلام کو غسل دیتے ہوئے یہ فرما رہے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی اچھی زندگی اور اچھی موت پر۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسدّد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن زیاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معمر نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن المسیّب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷛ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا اور میں یہ ڈھونڈتا رہا کہ حضور علیہ السلام کے جسم اطہر میں کوئی میّت جیسی بات ہو مگر مجھے میّت جیسی کوئی بات نظر نہ آئی اور آپ ﷺ کی زندگی بھی مبارک اور نیک تھی تو موت بھی مبارک اور نیک تھی۔ اور آپ کے کفن اور قبر کی ذمہ داری چار آدمیوں پر تھی۔

(۱) حضرت علی ﷛۔ (۲) حضرت عباس ﷛۔

(۳) حضرت فضل ﷛۔ (۴) حضور علیہ السلام کا غلام صالح ﷛۔

اور نبی کریم ﷺ کی قبر میں لحد بنائی گئی اور اینٹیں بھی لگائی گئیں۔

اور ابوعمر بن کیسان سے روایت کیا گیا ہے جو کہ قصار ہیں، وہ اپنے غلام سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے یزید بن بلال سے نقل کیا ہے، ان سے روایت کیا عبدالصمد بن نعمان نے اور قاسم بن مالک اور ایک جماعت نے۔ مسلم بن حجاج یزید بن بلال سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی ﷛ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ وصیّت فرمائی تھی کہ میرے علاوہ اور کوئی آپ کو غسل نہ دے۔ اور یہ فرمایا تھا کہ کوئی شخص بھی میری شرم گاہ نہ دیکھے ورنہ اس کی آنکھوں کو ایک طمانچہ کے ذریعہ ختم کر دیا جائے گا۔

حضرت علی ﷛ فرماتے ہیں کہ غسل کے دوران مجھے حضرت عباس ﷛ اور اُسامہ ﷛ پردے کے پیچھے سے پانی دے رہے تھے۔ حضرت علی ﷛ فرماتے ہیں کہ مین حضور علیہ السلام کے کسی بھی عضو کو دھونے کے لئے لیتا تو ایسا محسوس ہوتا کہ گویا میرے ساتھ تیس آدمی اور بھی ہیں جو آپ کے اعضاء کو اُلٹ پلٹ رہے تھے یقیناً وہ فرشتے ہوں گے۔ حتیٰ کہ میں غسل سے فارغ ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد ۲/ ۲۷۷۔ خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن غالب نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالصمد بن نعمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمر بن کیسان نے پھر وہی حدیث ذکر کی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابی معشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے محمد بن قیس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کو غسل دینے والے حضرت علی ﷺ تھے اور فضل بن عباس ﷺ آپ علیہ السلام پر پانی ڈال رہے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم جب بھی کسی عضو کو دھونے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو وہ عضو خود ہی اُوپر اُٹھ جاتا۔ یہاں تک کہ ہم آپ کی شرم گاہ تک پہنچے تو گھر کے ایک کونے سے غیبی آواز آئی کہ اپنے نبی محترم کی شرم گاہ کو مت کھولنا۔

راوی فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے منذر بن ثعلبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے علباء بن احمر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ اور فضل بن عباس ﷺ آپ علیہ السلام کو غسل دے رہے تھے اسی دوران حضرت علی ﷺ کو غیبی آواز دی گئی کہ اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اُٹھائیے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اُسید بن عاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن جعفر نے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبدالملک بن جریج سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن علی ابو جعفر سے سُنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو بیری کے پتوں کے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ نیز جب غسل دیا گیا تو کپڑے نہیں اُتارے گئے اور آپ کو غرث نامی کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا جو کہ قباء میں تھا۔ اور یہ کنواں سعد بن خیثمہ کا تھا اور نبی علیہ السلام اس سے پانی نوش فرماتے ہیں۔ حضرت علی ﷺ آپ کو غسل دینے پر مأمور تھے اور فضل نے آپ کو سینے سے لگا رکھا تھا اور حضرت عباس ﷺ آپ پر پانی ڈال رہے تھے۔ اور حضرت فضل ﷺ فرما رہے تھے جلدی جلدی غسل سے فارغ ہو کر مجھے راحت دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے میری قلبی رگ کو کاٹ دیا ہے اور مجھے اتنا وزن محسوس ہو رہا ہے جتنا حضور علیہ السلام کو نزول کے وقت ہوتا تھا۔ (طبقات ابن سعد ۲/۲۷۸)

باب ۲۹۶

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کفن اور دُھونی دینے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسین قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شافعیؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی مالک نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہیں حدیث بیان کی ابوالدرداء ہاشم بن یعلی انصاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابی اویس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مالک نے اور وہ اُن کا ماموں ہے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مقام سحولیہ کے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفنایا گیا۔ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ تھا۔

دونوں حدیثوں کے الفاظ برابر ہیں۔ اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی اویس سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز مسلم۔ کتاب الجنائز۔ مؤطا مالک ص ۲۲۳۔ مسند احمد ۶/ ۴۰، ۹۳۔ ۱۱۸۔ ۱۲۳، ۱۶۵۔ ۲۳۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو سحولیہ کے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا لیکن اس میں قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حفص نے جو ابن غیاث ہیں انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو تین سفید یمنی سوتی چادروں میں کفن دیا گیا، اس میں قمیص تھی نہ عمامہ تھا۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اُن دو سفید کپڑے اور جرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ آپ کے کفنانے کے لئے پہلے جرہ لایا گیا تھا مگر ان لوگوں نے اس کو واپس کر دیا اس میں کفن نہیں دیا۔ (ابوداؤد باب الکفن)

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب کفن المیت)
انہوں نے حفص سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں خبر دی ابوفضل محمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہناد بن سری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاویہ نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں حضور ﷺ کو مقام سحولیہ کے تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں قمیص تھی نہ عمامہ تھا۔ باقی لوگوں کو حلّہ کے بارے میں شبہ ہے تو اس کو میں نے صرف اس لئے خریدا تھا کہ حضور علیہ السلام کو اس میں کفن دیا جائے، لیکن لوگوں نے اس کو واپس کر دیا۔ پھر عبداللہ بن ابی بکر نے مجھ سے وہ لے لیا اور کہنے لگے کہ میں اس سے اپنا کفن بناؤں گا۔ پھر بعد میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کپڑے پر راضی ہوتے تو اپنے نبی کے لئے پسند فرماتے۔ اس لئے پھر انہوں نے اس حلّہ کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دیا۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ نے نقل کیا ہے جبکہ دیگر حضرات نے معاویہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب کفن المیت)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبد حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو یمنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ یہ دونوں چادریں عبداللہ بن ابی بکر کی تھیں اور حضور علیہ السلام کو ان دونوں میں لپیٹا گیا تھا پھر ان دونوں چادروں کو واپس نکال لیا گیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے ان دونوں چادروں کو اپنے کفن کے لئے رکھ لیا۔ پھر بعد میں فرمایا کہ جن چادروں سے حضور علیہ السلام کو کفن نہیں دیا گیا تو ان چادروں کو اپنے کفن کے لئے رکھنے کا کیا فائدہ؟ لہٰذا انہوں نے دونوں چادروں کو صدقہ کر دیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حُلّہ (چادریں) حضرت عبداللہ کی تھیں۔ اور علی بن مسہر کی روایت میں جو کہ انہوں نے ہشام سے نقل کی انہوں نے اپنے والد سے نقل کی انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو پہلے ایک یمنی حُلّہ میں داخل کیا گیا جو کہ حضرت عبداللہ کا تھا پھر اس حُلّہ کو اُتار لیا گیا اور پھر آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

اور پھر آگے حدیث کا ذکر کیا گیا۔ اس حدیث کو ہم نے (مصنف نے) کتاب السنن میں ذکر کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب کفن المیت)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اوزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہری نے، انہوں نے قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں پہلے حضور علیہ السلام کو ایک یمنی چادر میں لپیٹا گیا پھر اس کو اُتار لیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالکریم بن الہیثم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شعیب نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے جو کہ اہل بیت میں سب سے زیادہ افضل تھے اور اطاعت وفرمانبرداری میں بھی خوب تھے اور مروان بن حکم اور عبدالملک بن مروان کو زیادہ محبوب تھے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک یمنی چادر تھی اور ان لوگوں نے حضور علیہ السلام کی لحد مبارک بنائی تھی، بیچ میں شق نہیں کیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں حضرت مقسم سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اور جو روایت ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ لوگوں کو جرہ چادر کے متعلق شبہ ہو گیا تھا، حالانکہ جرہ چادر کو بعد میں اُتار لیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے زکریا بن ابی زائدہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو مقام سحولیہ کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں سے ایک موٹی یمنی چادر تھی اور ازار چادر اور لفافے پر کفن مشتمل تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابراہیم بن موسیٰ نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحازم العبدوی حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواحمد حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید بن عبدالرحمن رواسی نے، انہوں نے حسن بن صالح سے نقل کیا ہے، انہوں نے ہارون بن سعد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مُشک (خوشبو) تھی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ وصیّت فرمائی تھی کہ میرے کفن کو یہ خوشبو لگانا، کیوں کہ یہ خوشبو حضور علیہ السلام کو لگائے جانے والی خوشبو سے بچ گئی تھی۔ (یہ دورقی کی حدیث ہے)

ابراہیم کی روایت میں بھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس حدیث کو ہارون بن سعد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی وائل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مُشک کی خوشبو تھی۔ آگے وہی حدیث ذکر کی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۹۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے ، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ، انہوں نے ابن بکیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ بن عبیدابن عباس نے ، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو لوگ حضور علیہ السلام کے کمرے میں داخل ہوتے اور بغیر امام کے نماز جنازہ پڑھتے ہاتھ چھوڑ کر ، یہاں تک کہ جب مردوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو پھر عورتوں نے بھی اسی طرح حجرہ میں داخل ہو کر نماز جنازہ پڑھی ، اسی طرح پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ اُس کے بعد اسی طرح غلاموں نے ہاتھ چھوڑ کر نماز جنازہ پڑھی ، حتیٰ کہ رسول اللہ علیہ السلام کے نماز جنازہ کی امامت کسی نے بھی نہیں کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن الجہیم نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی ابن عباس بن سہل بن سعد نے ، انہوں نے اپنے والد سے ، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن میں لپیٹ دیا گیا تو پھر آپ کو چار پائی پر رکھ دیا گیا ، پھر آپ کو آپ کے حجرے کے ایک کنارے میں رکھ دیا گیا ، پھر لوگوں کی چھوٹی چھوٹی جماعت حجرے میں داخل ہو کر نماز جنازہ پڑھتی لیکن کوئی امامت نہیں کرتا تھا۔

حضرت واقدی فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے ، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے صحیفہ میں لکھا ہوا پڑھا ، اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو تجہیز و تکفین کے بعد سب سے پہلے حضور علیہ السلام پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور ان کے ساتھ مہاجرین و انصار کی ایک اتنی مختصر جماعت بھی تھی جو حجرے میں سما سکے۔ پھر ان شیخین رضی اللہ عنہما نے آپ کو سلام کہا کہ

السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته !

’’پھر حضرات مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح سلام عرض کیا جس طرح شیخین رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ پھر تمام حضرات صفوں کی صورت میں کھڑے ہو گئے لیکن کسی نے امامت نہیں کروائی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما صفِ اوّل میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ سلام و برکتیں اور رحمتیں ہوں آپ پر اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)!

اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک اللہ کے رسول نے وہ سب کچھ پہنچا دیا جو اُن پر نازل کیا گیا اور اپنی اُمت کی خیر خواہی کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کیا اور اپنے کلمہ کو بلند کیا اور ایک اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لایا گیا۔ اے اللہ! ہم کو ان لوگوں میں سے بنا جنہوں نے آپ کی وحی کا اتباع کیا اور ہم کو اپنے ساتھ اس طرح جمع فرما کر ہم آپ کو پہچانیں۔ بے شک آپ مسلمانوں پر بڑے مہربان تھے، ہم کو اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ اور قیمت نہیں چاہیئے''، لوگوں نے آمین کہی۔

پھر وہ حضرات چلے گئے اور پھر دوسرے مرد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہما داخل ہوئے۔ جب تمام مرد صحابہ کرام فارغ ہوگئے تو عورتوں نے، پھر عورتوں کے بعد بچوں نے اُسی طرح جس طرح حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے کیا۔ (واقدی ۳/۱۱۲۰)

باب ۲۹۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودنے کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضور ﷺ کے لئے قبر مبارک کھودنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ﷺ چونکہ اہل مکہ کے لئے قبر کھودتے رہتے تھے اور حضرت ابوطلحہ زید بن سہم اہل مدینہ کے لئے قبر کھودتے تھے۔ لہٰذا حضرت عباس ﷺ نے دو آدمیوں کو بُلوایا اور ان کو گردنوں میں پکڑا اور پھر ایک سے فرمایا کہ تم ابی عبید کے پاس اور دوسرے سے فرمایا کہ تم ابوطلحہ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے رسول کے چُنا ہے۔

لہٰذا جو بھی آئے، حضور ﷺ کے لئے قبر کھودے۔ تو ابوطلحہ کو بُلانے والے شخص کو ابوطلحہ مل گئے اور وہ ان کو لے آئے۔ جبکہ ابی عبیدہ کو بُلانے والے شخص کو ابوعبیدہ نہ ملے۔ لہٰذا ابوطلحہ نے حضور علیہ السلام کے لئے قبر مبارک کو کھودا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضور علیہ السلام کی قبر مبارک میں کچی اینٹیں لگائی گئیں تھیں جن کی تعداد نو (۹) تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۷۰-۲۷۱)

☆☆☆

باب ۴۹۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خلیل تستری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد نے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سعید بن المسیّب سے، انہوں نے علی سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا۔ میں دیکھتا رہا کہ میت والی ایسی کوئی بات نظر آئے مگر میں نے کوئی ایسی بات حضور علیہ السلام میں نہیں دیکھی جو مُردوں میں پائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی بھی خوب عمدہ تھی تو موت بھی عمدہ تھی۔ اور حضور ﷺ کے دفن اور آپ پر پردہ کرنے والے چار شخص تھے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت فضل رضی اللہ عنہ۔ (۴) حضور علیہ السلام کے غلام صالح رضی اللہ عنہ۔

اور حضور علیہ السلام کے لئے بغلی قبر بنائی گئی جس پر کچی اینٹیں لگائی گئیں تھیں۔ (طبقات ابن سعد ۲/ ۲۷۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، انہوں نے واقدی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی سبرہ نے، انہوں نے عباس بن عبداللہ بن معبد سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو چار پائی پر رکھا ہوا تھا جب کہ پیر کے دن کا سورج غروب ہونے لگا تھا، اور منگل کی رات آنے والی تھی اور لوگ رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھ رہے تھے اس حال میں کہ آپ کی چار پائی قبر کے کنارے رکھی ہوئی تھی۔ جب آپ علیہ السلام کو قبر میں اُتارنے کا ارادہ کیا تو چار پائی کو پاؤں کی جانب سے کھینچ لیا اور اُسی وقت آپ ﷺ کو قبر میں داخل کیا اور قبر میں اُتارنے والوں میں حضرت عباس بن عبدالمطلب ﷺ اور حضرت علی بن ابی طالب ﷺ اور قثم بن عباس ﷺ اور فضل بن عباس ﷺ اور شقران ﷺ تھے۔ (مغازی للواقدی ۳/ ۱۱۲۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شجاع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خیثمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل السدی نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو قبر میں داخل کرنے والوں میں حضرت عباس، حضرت علی، اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم تھے۔ اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک کو برابر کرنے والے انصار میں ایک شخص تھے اور یہ وہی شخص ہیں جس نے شہداء بدر کی قبروں کو برابر کیا تھا یعنی قبر کو گارے سے لیپ کر بنایا تھا۔ (مترجم)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے

نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جولوگ حضور علیہ السلام کی قبر اطہر میں اُترے تھے ان میں حضرت علی بن ابی طالب، فضل بن عباس قثم بن عباس اور شقران تھے جو حضور علیہ السلام کے غلام تھے۔

اوس بن خولی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے علی! تمہیں اللہ کی قسم ہمارا حصہ بھی حضور علیہ السلام کی خدمت میں رکھنا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُنہیں قبر میں اُترنے کے کہا تو وہ بھی قبر اطہر میں اُترے تھے۔ لہٰذا وہ پانچویں شخص تھے جو حضور علیہ السلام کی قبر اطہر میں اُترے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ کو قبر میں رکھ رہے تھے تو شقران نے ایک کپڑے کا ٹکڑا جس کو آپ علیہ السلام پہنتے بھی تھے اور بچھاتے بھی تھے۔ اس کو بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ قبر اطہر میں رکھ دیا اور فرمایا، واللہ! اب حضور علیہ السلام کے بعد اس کو کوئی نہیں پہن سکتا، اس لئے حضور علیہ السلام کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن معاویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن حماد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان شعبہ نے، انہوں نے ابی جمرہ سے نقل کیا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ کا وصال ہوا تو آپ کے ساتھ قبر اطہر میں یالحد میں ایک سرخ رنگ کے کپڑے کا ٹکڑا بھی ڈالا گیا تھا۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں شعبہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ مسند احمد ۱/ ۲۲۸، ۳۵۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر المُحمد آبادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوقلابہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن سعید نے، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومرحب نے، وہ فرماتے ہیں کہ گویا میں ان لوگوں کو اب بھی دیکھ رہا ہوں جو حضور علیہ السلام کی قبر اطہر میں تھے اُن میں ایک عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین ابن الفضل قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن بکار السلمی نے، جو کہ اہل بیروت میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن شعیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی نعمان نے، انہوں نے مکحول سے نقل کیا ہے، انہوں نے ان کو خبر دی۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی پیدائش پیر کے روز ہوئی اور آپ کی وحی کا نزول پیر کے دن سے شروع ہوا۔ آپ ﷺ نے پیر کے روز ہجرت کی، آپ ﷺ کا انتقال پیر کے روز ہوا جبکہ آپ کی عمر مبارک ساڑھے باسٹھ (۲/۱۔۶۲ سال کی تھی۔ ۴۲ سال وحی نازل ہونے سے پہلے کے۔ پھر دس سال آپ مخفی رہے۔ اور پھر بھی آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ پھر آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں آپ ساڑھے دس ۲/۱۔۱۰ سال ٹھہرے اور جہاد کرتے رہے گویا کہ آپ پر ساڑھے بیس ۲/۱۔۲۰ سال وحی نازل ہونے کے تھے۔

پھر آپ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا اور تین دن تک آپ کو دفن نہیں کیا گیا۔ پھر تین دن کے بعد لوگ علیٰحدہ علیٰحدہ تھوڑی تھوڑی جماعت کی صورت میں حضور علیہ السلام کے حجرے میں داخل ہوتے رہے اور نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کو آپ کے چچا کے بیٹے حضرت فضل بن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا جبکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو پانی دے رہے تھے۔ پھر حضور علیہ السلام کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

غسل اور کفن سے فارغ ہونے کے بعد تین دن تک لوگ چھوٹی چھوٹی جماعت کی صورت میں حضور ﷺ کے حجرے میں داخل ہوتے اور نماز جنازہ پڑھتے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے لیکن صف ہوتی نہ کوئی امامت کروانے والا تھا۔

جب ہر شخص نماز جنازہ سے فارغ ہو گیا تو حضور علیہ السلام کو دفن کیا گیا تو آپ ﷺ کو حضرت عباس، حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم نے قبر اطہر میں اُتارا۔ اُسی دوران ایک انصاری صحابی نے کہا کہ جس طرح حضور علیہ السلام نے ہمیں اپنی زندگی میں شریک کیا تھا خدا کے واسطے آپ مجھے حضور ﷺ کی وفات میں بھی شریک کریں۔ لہٰذا وہ شخص بھی قبر اطہر میں اُترا اور ان کے ساتھ شریک ہو گیا۔ سبحان اللہ

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن علی بن عبد الصمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبد الاعلی نے، انہوں نے معتمر بن سلیمان سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب صحابۂ کرام حضور علیہ السلام کے غسل اور کفن سے فارغ ہوئے تو آپ علیہ السلام کو وہیں رکھا جہاں آپ کا وصال ہوا تھا۔ پھر وہیں لوگوں نے پیر، منگل کے دن نماز جنازہ پڑھی اور بدھ کے دن آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اور لوگوں کی نماز بغیر امام کے تھی۔ ابتداء مہاجرین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کی کہ وہ داخل ہوتے اور نماز پڑھتے اور استغفار کرتے۔ جب مہاجرین صحابہ فارغ ہوئے تو پھر انصار صحابہ نے اُسی طرح کیا جس طرح مہاجر صحابہ نے کیا۔ پھر اُسی طرح مہاجرین کی عورتوں نے کیا پھر انصار کی عورتوں نے کیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے ابی جعفر سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا انتقال پیر کے روز ہوا پھر آپ ٹھہرے رہے اس دن اور اُسی رات منگل کے دن غروب آفتاب تک۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد الحمید بن بکار نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی محمد بن شعیب نے، انہوں نے اوزاعی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا انتقال پیر کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ میں نصف نہار سے پہلے ہوا تھا اور منگل کے دن آپ علیہ السلام کو دفنا دیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد الرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جریج نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی گئی کہ حضور علیہ السلام کا انتقال پیر کے روز چاشت کے موقع پر ہوا تھا پھر دوسرے دن آپ ﷺ کو چاشت کے وقت دفن کر دیا گیا تھا۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد یعنی زہری نے کہ حضور علیہ السلام کا انتقال تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ ابو سعید بن ابی عمرو نے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی فاطمہ بنت محمد نے جو کہ زوجہ تھیں عبد اللہ بن ابی بکر کی۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس داخل ہوا حتیٰ کہ میں نے اُن سے حضور علیہ السلام کی عمر مبارک کے متعلق بات سُنی جو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمیں حضور ﷺ کے دفن کا پتہ نہ چلتا اگر ہم بدھ کی نصف شب میں قبر اطہر کھودنے والوں کی آوازیں نہ سُنتے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۱)

☆☆☆

باب ۳۰۰

اُس شخص کا بیان جس نے سب سے آخر میں حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ میری ایک انگوٹھی تھی جو میں نے حضور علیہ السلام کی قبر میں آپ کو دفنانے کے وقت ڈال دی تھی۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے کہا کہ میری انگوٹھی حضور علیہ السلام کی قبر اطہر کے اندر گر گئی ہے۔ میں نے جان بوجھ کر اس کو قبر ہی میں چھوڑ دیا تا کہ میں بعد میں حضور ﷺ کو چھو لوں اور میں لوگوں میں سب سے آخر میں حضور علیہ السلام سے ملاقات کرنے کی سعادت حاصل کرلوں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۴)

علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد اسحاق بن یسار نے حدیث بیان کی، انہوں نے مقسم ابی قاسم سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے غلام عبداللہ بن حارث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں) عمرہ ادا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس قیام فرمایا۔ جب آپ عمرہ سے فارغ ہوئے واپس آئے تو اُن کے لئے غسل کا پانی تیار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا جب آپ غسل سے فارغ ہو کر تیار ہوئے تو اہل عراق کا ایک وفد آپ سے ملنے کے لئے آیا اور کہنے لگا۔

اے ابوالحسن ہم آپ سے ایک مسئلہ کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اُس کی خبر دیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے لگتا ہے کہ تمہیں مغیرہ بن شعبہ نے بتلایا ہوگا کہ حضور ﷺ سے ملاقات کرنے والا نوخیز نوجوان میں ہی ہوں؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں۔ ہم آپ سے اسی کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ لوگوں میں نوخیز، نوجوان حضور علیہ السلام سے ملاقات کرنے والے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبدالرحمن بن ابی الزناد نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مغیرہ نے اپنی انگوٹھی قبر اطہر میں ڈال دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ تو نے انگوٹھی اس لئے ڈالی تا کہ تو ہم سے کہے اور ہم تجھ سے کہیں کہ تو حضور علیہ السلام کی قبر میں اُتر کر انگوٹھی لے لے؟

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی قبر اطہر میں اُترے اور ان کو ان کی انگوٹھی دے دی یا آپ نے کسی کے ذریعہ ان تک پہنچا دی۔

(مغازی للواقدی ۱۱۲۱/۳)

☆☆☆

باب ۳۰۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے مقام کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابی عمرو نے ، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ، انہوں نے سلمہ بن نبیط سے نقل کیا ہے ، انہوں نے اپنے والد نبیط بن شریط الاشجعی سے نقل کیا ہے ، انہوں نے سالم بن عبید سے نقل کیا (یہ اصحاب ستہ میں سے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے ، پھر آپ واپس باہر تشریف لے آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں۔

پھر جیسا لوگوں کو بتلایا گیا ویسا ہی لوگوں کو علم ہوا۔ پھر حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی گئی تو لوگوں نے پوچھا کہ نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعت کی صورت میں آؤ اور نماز جنازہ پڑھ لو۔ پھر لوگوں نے ایسے ہی نماز پڑھی جیسا کہ ان کو بتلایا گیا۔ پھر پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام کو دفنا دیا گیا؟ یا کہاں دفنایا جائے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے وہیں آپ ﷺ کو دفن کیا جائے گا۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی رُوح ایک اچھے اور عمدہ مکان میں قبض کی جاتی ہے۔ پس لوگوں نے ایسے ہی کیا جیسا کہ ان کو بتلایا گیا۔ (ابن سعد ۲/ ۲۷۵۔ خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو نصر عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ الہروی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن نجدہ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن زیاد نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن داود نے ، انہوں نے سلمہ بن نبیط سے نقل کیا ہے ، انہوں نے نعیم بن ابی ہند سے ، انہوں نے نبیط بن شریط سے ، انہوں نے سالم بن عبید سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے (پھر انہوں نے) حدیث بیان کی جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضور ﷺ کی وفات کے موقع پر ہونے والے اختلاف کو ذکر کیا ہے۔ پھر نمازِ جنازہ کا تذکرہ کیا ، پھر دفن کا بیان کیا اور حدیث یونس بن بکیر کی بیان کردہ حدیث بیان کی۔ فرمایا کہ تمہارے پاس تمہارے ساتھی موجود ہیں یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ، وہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اُن کے چچازاد بھائی اور بیٹے غسل دیں گے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد المالینی نے ، وہ فرماتے ہیں ابو یعلیٰ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن مہران السباک نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے ، انہوں نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ نے انہوں نے عکرمہ سے ، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کے لئے قبر کھودنے کا ارادہ ہوا تو آگے انہوں نے وہی حدیث بیان کی۔ پھر فرمایا کہ جب لوگ حضور علیہ السلام کے کفن وغیرہ سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ کی نعش مبارک کو آپ ﷺ کے گھر میں چارپائی پر رکھا گیا تو مسلمانوں میں اختلاف ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو کہاں دفنایا جائے۔

بعض حضرات کا کہنا تھا کہ جائے نماز یعنی سجدہ کے جگہ میں ، بعض کا کہنا تھا کہ دیگر اصحاب کے ساتھ دفن کیا جائے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ہر نبی کو وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں اُس کا انتقال ہوتا ہے۔ پھر صحابہ نے حضور علیہ اسلام کے بستر مبارک کو ہٹا کر اُس کے نیچے قبر کے لئے جگہ بنائی ، پھر لوگوں کو نماز جنازہ کے لئے بُلایا۔

لوگوں نے انفرادی طور پرنماز جنازہ پڑھا حتیٰ کہ جب مرد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فارغ ہوگئے تو عورتیں اندر حجرۂ شریفہ میں داخل ہوئیں (نماز جنازہ یا صلوٰۃ وسلام) پڑھ کر فارغ ہوگئیں تو بچے داخل ہوئے اور اسی طرح کیا۔ مگر کسی نے امامت نہیں کروائی، پھر نبی کریم ﷺ کو بدھ کی نصف شب میں دفنادیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں کہ اسی طرح میں نے پہلی حدیث میں بھی ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح جریر بن حازم نے محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے اور یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۷۱)

حضور علیہ السلام کے دفن اور مقام دفن میں اختلاف والی حدیث کو محمد بن عبدالرحمن بن عبدالحسین سے یا محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آپ کے دفن کے سلسلہ میں اختلاف ہوگیا۔ لوگوں نے کہا کہ کہاں دفن کریں؟ حضور علیہ السلام کے گھر میں یا عام لوگوں کے ساتھ دفن کریں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہیں موت دیتا ہے جہاں اس کو دفن کیا جائے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے بستر کے نیچے ہی قبر کو کھودا گیا اور وہیں آپ ﷺ کو دفن کیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، پھر انہوں نے حدیث ذکر کی تو وہ بھی ان مذکورہ دونوں روایتوں کے مشابہ تھی۔ واللہ اعلم

تحقیق واقدی نے اس روایت کو ابن ابی حبیبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے داؤد بن الحصین سے نقل کیا ہے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے ابوبکر سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، پھر انہوں نے اسی روایت کو ذکر کیا اور اس کو واقدی نے بھی بیان کیا ہے جیسا کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر القاضی نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن جعفر نے، انہوں نے عثمان بن محمد اخنسی سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبدالرحمن بن سعید بن یربوع سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو مقام دفن میں اختلاف ہوگیا۔ بعض نے کہا کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے؟ کیونکہ بقیع والوں کے لئے استغفار زیادہ کیا جاتا ہے۔ کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کے منبر کے پاس دفنایا جائے، کسی نے کہا کہ آپ کی جائے نماز کی جگہ پر۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے پاس اس کے متعلق معلومات ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ہر نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کی وفات ہوئی ہو۔

یہ بات یحییٰ بن سعید کی حدیث میں بھی ہے جس کو انہوں نے قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے۔ ابن جریج کی حدیث میں بھی یہی بات جس کو انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، لیکن یہ دونوں حدیثیں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہیں، انہوں نے حضور ﷺ سے مرسلاً نقل کی ہیں۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن علی بن ابراہیم نیشاپوری نے اس حدیث کی۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحامد احمد بن محمد بن احمد بن بالویہ العفصی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں

ہمیں حدیث بیان اسحاق بن موسیٰ الخطمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن المسیّب سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو ایک خواب بیان کیا تا کہ اُس کی تعبیر بتلائیں (کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہتر تعبیر بتلانے والے تھے)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میری گود میں آ کر گرے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو سُن تیرے گھر میں تین ایسے آدمیوں کو دفن کیا جائے گا جو رُوئے زمین میں سب سے زیادہ بہتر اور افضل ہوں گے۔

پھر جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تیرے تین چاند میں سے سب سے بہتر اور افضل ایک یہ چاند ہے۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (مستدرک حاکم ۴۰/۳)

باب ۳۰۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو ساتھی
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قبروں کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی محمد بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالازہر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن ابی فُدیک نے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الروذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن صالح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی فدیک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عمرو بن عثمان بن ہانی نے، انہوں نے قاسم سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ میں نے عرض کیا، اے ہماری پیاری امی جان! مجھے حضور علیہ السلام اور اُن کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی قبر کھول کر دکھایئے۔ تو انہوں نے مجھے تینوں قبریں کھول کر دکھائیں تو میں نے دیکھا کہ قبریں نہ زیادہ بلند تھیں اور نہ ہی بالکل زمین سے چپٹی ہوئی تھیں (یعنی درمیانہ درجہ کی تھیں)۔ اور سرخ رنگ کے سنگریزوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ایک قبر حضور علیہ السلام کی تھی۔ دوسری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور تیسری حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تھی۔

یہ الروذباری کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ ابی عبداللہ کی روایت میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کی قبر ذرا آگے کو تھی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر کا سر حضور علیہ السلام کے کندھوں کے برابر تھا۔ جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر کا سر حضور علیہ السلام کے پائنتی کی طرف تھا۔ اور یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ ان حضرات کی قبریں مسطح یعنی ہموار تھیں۔ کیونکہ ہموار ہونے میں ہی کنکریاں ٹھہر سکتی ہیں ورنہ نہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ تحقیق خبردی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعمرو بن ابی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبّان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوبکر بن عباس نے، انہوں نے سفیان التمار سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں انہوں نے حضور علیہ السلام کی قبر کو کوہان کی طرح تھوڑا سا اُٹھا ہوا دیکھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے محمد سے، انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۳/۲۵۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن محمد نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی قبر مبارک ہموار تھی۔

واقدی فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، انہوں نے ابن ابی عون سے، انہوں نے ابی عتیق سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا اور فرمایا کہ پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے جو اپنے مشکیزہ سے حضور ﷺ کے سر کے داہنی جانب سے پانی چھڑکنے کی ابتداء کی اور پاؤں کی طرف انتہاء کی پھر پانی کو دیوار پر ڈالا کیونکہ دیوار کی جانب سے آدمی گھوم نہیں سکتا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن محمد بن یحیی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجبی اور سہل بن بکار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے ہلال بن ابی حمید الوزان سے نقل کیا ہے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں، میں نے حضور ﷺ کو مرض الوفات میں یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر مجھے اس چیز کا خوف نہ ہوتا کہ مسلمان آپ کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیں گے تو میں آپ کی قبر کو ذرا بلند کرتی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے نقل کیا ہے جبکہ دوسروں نے ابی عوانہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ حدیث ۱۳۹۰۔ فتح الباری ۳/۲۵۵)

باب ۳۰۳

اُس عظیم جانکاہ مصیبت کا بیان جو مسلمانوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ٹوٹ پڑی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن جانجان الصرام نے ہمدان میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن الحسن الاسدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالولید الطیالسی نے،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ثابت نے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کی آمد کی برکت سے ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی اُس روز ہر چیز پر ظلمت و اندھیرا چھا گیا تھا۔

ہم حضور علیہ السلام کے دفن کے موقع پر موجود تھے، ہمارے ہاتھ آپ ﷺ کو دفن کرنے کے لئے نہیں اُٹھ رہے تھے، ہمارے دل یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے اور ہم آپ ﷺ کو دفن کر دیں۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی کریمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عبدالمطلب ابوالولید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن سلیمان الضبعی نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس روز نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا اُس دن مدینہ میں اندھیرا چھا گیا اور سناٹا طاری ہوگیا تھا۔ حتیٰ کہ کوئی کسی کو دیکھ نہیں رہا تھا۔ اگر ہم سے کوئی اپنے ہاتھ پھیلا کر دیکھنا چاہتا تو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب آپ ﷺ کے دفن سے ہم فارغ ہوئے تو بھی ہمارا دل آپ کی وفات اور دفن کو قبول نہیں کر رہا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حمشاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ الخزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھا جس وقت حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ میں نے اس سے بُرا دن پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن نعیم اور محمد بن نصر الجارودی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی الحلوانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن عاصم الکلابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن مغیرہ نے، انہوں نے ثابت سے، انہوں نے حضرت انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت اُم اُیمن رضی اللہ عنہا کے ہاں ان کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، میں بھی اُن کے ساتھ گیا۔

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے پینے کے لئے کوئی مشروب پیش کیا مگر حضور ﷺ نے واپس کر دیا، شاید نہیں پینا چاہ رہے تھے یا پھر روزہ سے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ موجود صحابی کو دے دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چلو اُم یمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلتے ہیں (کیونکہ حضور علیہ السلام بھی جاتے تھے)۔ جب ہم اُن کے پاس پہنچے تو آپ رونے لگ گئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں حضور علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں میسر ہیں کیا وہ دنیا سے بہتر نہیں ہیں؟ تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اس وجہ سے نہیں رو رہی کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ جو نعمتیں حضور علیہ السلام کو اللہ کے ہاں ملی ہیں وہ دنیا سے بہتر ہیں بلکہ میں اس وجہ سے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اُن کی اس بات سے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر بھی گریہ طاری ہوگیا اور وہ دونوں بھی رونے لگے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں زہیر بن حرب سے، انہوں نے عمرو بن عاصم سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۰۳ ص ۴/ ۱۹۰۷)

اور مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی اویس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، انہوں نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے حضور ﷺ کی وفات اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ والے قصہ میں سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگ واپس ہونے لگے حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا بیٹھی روتی رہیں تو اُن سے کہا گیا کہ آپ کیوں روتی ہیں اے اُم ایمن؟ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی ﷺ کو جنت میں خوب انعام و اکرام سے نوازا ہے اور دنیا کی مصیبت سے راحت عطا فرمائی ہے؟

تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں تو اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے لمحہ بہ لمحہ روزانہ وحی نازل ہوتی تھی اب وہ بند ہوگئی۔ اور اُس کو اُٹھا دیا گیا تو لوگ ان کی اس بات سے بڑے حیران ہوگئے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی سبرہ نے، انہوں نے حلبس بن ہاشم سے، انہوں نے عبداللہ بن وہب سے، انہوں نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے موقع پر ہم سب رو رہے تھے اور ہم سوئے بھی نہیں تھے۔ اس حال میں کہ حضور علیہ السلام گھر میں چارپائی پر تھے اور ہم حضور علیہ السلام کو دیکھ دیکھ کر سکون حاصل کر رہے تھے کہ اچانک ہم نے سحری کے وقت قبر کھودنے والوں کی آوازیں سنیں۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سب چیخنے لگیں پھر مسجد والے بھی چیخنا شروع ہوگئے، پھر تو سارے مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا اور سب نے رونا شروع کر دیا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسی دوران میں آذان فجر دی۔ جب دورانِ آذان حضور علیہ السلام کا ذکر ہوا تو انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ اس چیز نے ہمیں اور غم وحزن میں مبتلا کر دیا اور لوگ حضور علیہ السلام کو قبر میں داخل کرنے کے لئے قبر اطہر میں داخل ہوئے باقی لوگوں کو اندر آنے سے روک دیا۔

ہائے ہماری پریشانی، حضور علیہ السلام کی مصیبت کے بعد ہمیں کوئی مصیبت مصیبت نہ لگی بلکہ ہر مصیبت ہمیں آسان لگتی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بن عفان العامری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن آدم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد میں نے پھر کبھی کھجور کا پودا نہیں بویا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شافع بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر سلامۃ المزنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شافعیؒ نے، انہوں نے قاسم بن عبداللہ بن عمر بن حفص سے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے قریش کے کچھ لوگ میرے والد صاحب علی بن حسین کے پاس آئے تو میرے والد نے انہیں فرمایا کہ کیا میں تمہیں حضور ﷺ کی کوئی حدیث بیان نہ کروں؟ تو انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں، آپ بیان کریں۔ پس انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی جو انہوں نے ابوالقاسم سے نقل کی۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، خاص آپ کے لئے اور آپ کے اعزاز و اکرام اور شرافت کی وجہ سے۔ اور میں آپ سے ایسی بات پوچھنا

چاہوں گا جس کو اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ تو وہ فرمانے لگے کہ آپ کی صحت کیسی ہے؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کو غمگین اور پریشانی میں محسوس کرتا ہوں اے جبرائیل!

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام دوسرے دن تشریف لائے اور پھر وہی کل والے سوالات کئے تو نبی کریم ﷺ نے وہی جواب دیا۔

پھر حضرت جبرائیل تیسرے دن بھی تشریف لائے اور وہی سوال دُہرایا۔ آپ علیہ السلام نے بھی وہی پہلے دن والا جواب دیا اور آپ کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی تھا جس کو اسماعیل کہا جاتا ہے جو ایک ہزار فرشتوں پر نگران ہے پھر ہر فرشتہ ایک ہزار فرشتوں پر نگران تھا۔ اس فرشتہ نے اجازت طلب کی اور آپ سے حال احوال پوچھا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ملک الموت یعنی موت کا فرشتہ ہے اور آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ آپ کی رُوح قبض کی جائے یا نہیں؟ اس نے آج تک آپ سے پہلے کسی سے اجازت طلب کی نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت مانگے گا۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا، ان کو اجازت دے دو۔ تو ان کو اجازت دے دی گئی۔

پھر انہوں نے حضور علیہ السلام کو سلام کیا پھر عرض کیا کہ اے محمد! مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہے کہ اگر آپ حکم فرمائیں گے تو میں آپ کی رُوح قبض کروں گا اور اگر آپ منع فرمائیں گے تو میں آپ کو چھوڑ دوں گا؟

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ملک الموت! تم اپنا کام کرو۔ تو ملک الموت نے فرمایا کہ بے شک مجھے اسی کام کا حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں۔ تو حضور علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا کہ تم اپنا کام کر ڈالو جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ تو ملک الموت نے فوراً آپ ﷺ کی رُوح قبض فرمالی۔ تو جب حضور علیہ السلام وفات پا گئے تو تعزیت کے طور پر گھر کے کونے سے ایک غیبی آواز آئی۔

''اے پیغمبر کے گھر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ کے دین میں ہر مصیبت کے اندر تسکین کا سامان موجود ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ دینے والا ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کا تدارک کرنے والا ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی مدد سے تقویٰ حاصل کرو اور اسی سے ثواب اور صبر کی امید رکھو، اس لئے کہ کوئی مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا''۔

حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو یہ غیبی آواز کس کی ہے؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں اس روایت کو ہم سے پہلے بھی دوسری سند سے روایت کر چکے ہیں۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ آپ دنیا سے آخرت کی طرف بُلا کر آپ کے اعزاز واکرام میں اضافہ فرمائیں اور اپنی نعمتیں اور اپنا قرب آپ کو نصیب فرمائے۔ سبحان اللہ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن الحسن قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی امام شافعیؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن عمر نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو ایک تعزیت کرنے والے کی غیبی آواز آئی جس کو لوگوں نے سُنا کہ اللہ کے دین میں ہر مصیبت میں تسلی کا سامان ہے اور ہر ہلاک شدہ چیز کا

بدلہ ہے۔ ہر فوت شدہ چیز کا تدارک ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی مدد سے تقویٰ حاصل کرو اور اسی سے صبر اور ثواب کی امید رکھو اس لئے کہ ہر مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن مرتعد صنعانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید مخزومی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو فرشتوں نے بھی آپ ﷺ کی تعزیت کی مگر فرشتوں کی آمد کو صرف محسوس کیا جا سکتا تھا اور اُن کی آواز کو سُنا جا سکتا تھا۔ لیکن انہیں کوئی دیکھ نہیں سکا۔

انہوں نے کہا کہ اے پیغمبر کے گھر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بے شک اللہ کے دین میں ہر مصیبت پر تسلی کا سامان موجود ہے اور ہر ہلاک شدہ چیز کا بدلہ ہے، ہر فوت شدہ چیز کا تدارک ہے۔ لہٰذا تم اللہ سے تقویٰ حاصل کرو اور اسی سے ثواب اور صبر کی امید رکھو اس لئے کہ کوئی مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا۔

(والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) یہ دونوں سندیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر ان میں سے ایک دوسرے کی تائید تو کرتی ہیں اور دلالت کرتی ہیں کہ جعفر کی حدیث کی اصل ہے۔ واللہ اعلم

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن بالویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشر بن مطر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی کامل بن طلحہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباد بن عبدالصمد نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا تو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب نے رونا شروع کر دیا۔ سب ایک جگہ جمع ہو گئے تو ایک شخص اُن کے پاس داخل ہوا، سیاہ داڑھی والا، مضبوط بدن والا، چمکدار چہرے والا تھا۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا قریب آیا اور رونے لگ گیا۔

پھر حضرات صحابۂ کرام کی رضی اللہ عنہم طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ بے شک اللہ کے دین میں ہر مصیبت زدہ کے لئے تسلی کا سامان ہے اور ہر فوت شدہ چیز کا بدلہ ہے اور فوت شدہ کا خلیفہ ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی طرف رجوع کرو اور اسی کی طرف رغبت کرو کہ وہ اللہ مصیبت میں تمہارا مددگار رہتا ہے۔ بس تم بھی اللہ کی طرف دیکھو کہ مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا۔ پھر وہ چلا گیا تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ تو حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں یہ حضور علیہ السلام کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اس روایت میں عباد بن عبدالصمد ضعیف راوی ہے اور یہ منکر بھی ہے۔ (میزان ۲/ ۳۶۹)

☆☆☆

باب ۳۰۴

اہل کتاب کو اپنی کتابوں تورات وانجیل میں سے حضور ﷺ کی صفات اور صورت کا بیان پڑھ کر حضور ﷺ کی وفات کا علم ہو جانا اور اس میں حضور علیہ السلام کی نبوت ورسالت کے دلائل کا ثبوت

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن ابی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ادریس نے، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے قیس بن ابی حازم سے، انہوں نے جریر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں میں یمن میں تھا تو میری ملاقات یمن کے دو باشندوں سے ہوئی یعنی ذوکناع اور ذوعمرو سے، تو میں اُن سے حضور علیہ السلام کی احادیث اور حالات بیان کرنے لگا۔ حضرت جریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم جس شخص کے حالات وصفات بیان کررہے ہو اگر یہ باتیں سچ ہیں تو سنو تین دن پہلے اُس شخص کا انتقال ہو چکا ہے۔

حضرت جریر فرماتے ہیں کہ پھر میں اور یہ دونوں ساتھی مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں بعض ایسے سواروں سے ملاقات ہوئی جو مدینہ منورہ سے آرہے تھے۔ ہم نے اُن سے مدینہ کا حال پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادیا گیا ہے باقی سب لوگ خیر وعافیت سے ہیں۔ تو یہ دونوں ساتھی کہنے لگے کہ تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتلادینا کہ ہم یہاں تک آئے تھے، مگر اب ہم واپس یمن جاتے ہیں اور انشاء اللہ پھر کبھی آئیں گے۔

جریر فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کا تذکرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم اُن کو میرے پاس لے کر کیوں نہیں آئے؟

جریر فرماتے ہیں کہ پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ذوعمرو کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ اے جریر! تمہارا مجھ پر ایک احسان ہے اس لئے میں تمہیں ایک بات بتلاتا ہوں کہ تم اہل عرب ہو تم ہمیشہ اچھے رہوگے بشرطیکہ تم (یہ کام کرتے رہے کہ) اگر تمہارا کوئی امیر انتقال کرجائے تو تم فوراً امیر بناتے رہو۔ پھر جب حکومت تلوار سے تلوار کے زور سے کرنے لگو گے تو یہ بادشاہ بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح غصہ میں رہیں گے اور خوشی بھی پھر ان ہی کے طریق سے حاصل ہوگی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۵۹۔ فتح الباری ۸/۷۵۔ مسند احمد ۴/۳۶۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی ابن المؤمل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن اسحاق الحضرمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زائدہ نے، انہوں نے زیادہ بن علاقہ سے، انہوں نے جریر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یمن میں میری ملاقات ایک یہودی عالم سے ہوئی تو اُس نے یہ کہا کہ اگر تمہارے دوست (ساتھی) نبی ہیں تو سنو! ان کا پیر کے دن انتقال ہو چکا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ہشیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن کثیر ابن عفیر بن کعب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن کعب بن عدی التنوخی نے، انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے ناعم بن اجیل سے، انہوں نے کعب بن عدی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اہل حیرہ کے وفد کے ساتھ شامل ہو کر حضور علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ پھر حضور علیہ السلام نے ہم پر اسلام پیش کیا تو ہم مسلمان ہو گئے، پھر ہم واپس حیرہ آ گئے۔

ابھی ہم کچھ دن ٹھہرے بھی نہ تھے کہ ہمیں حضور علیہ السلام کی وفات کی خبر ملی تو ہمارے ساتھی شک اور اختلاف میں پڑ گئے۔ کچھ تو یہ کہنے لگے کہ اگر وہ نبی ہیں تو مر نہیں سکتے۔ تو میں نے کہا کہ ایسی بات نہیں ہے، پہلے بھی انبیاء کرام علیہم السلام کا انتقال ہوا ہے۔ میں اپنے اسلام پر ثابت قدم رہا اور میں نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کیا تو راستہ میں ایک راہب (عیسائیوں کے عالم) کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ ہم کوئی فیصلہ اس کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتے تھے تو میں نے اُن سے کہا کہ مجھے ایک مسئلہ بتلائیں جس کے متعلق میرے دل میں ایک کھٹکا ہے تو انہوں نے کہا کہ اپنا نام بتلاؤ۔ میں نے اپنا نام کعب بتلایا پھر اُس نے کچھ بال نکالے اور برتن میں ڈالے اور مجھے کہا کہ تم بھی اس میں اپنا بال ڈالو۔

کعب کہتے ہیں کہ میں نے اس میں اپنا بال ڈالا۔ پھر اس میں اس نے جستجو کی تو (مجھے نظر آیا) حضور علیہ السلام کی صفات نظر آئیں اور آپ کی وفات کا وقت نظر آ گیا۔

کعب کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر میرا ایمان اور مضبوط ہو گیا، پھر میں وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے پاس آیا اور سارا واقعہ بتلایا پھر میں نے اُنہیں کے پاس قیام کیا۔ پھر انہوں نے مجھے رُوم کے بادشاہ کے پاس بھیجا غالباً اسلام کی دعوت دینے کے لئے۔ پھر میں وہاں سے واپس آ گیا۔

پھر حضرت عمر فاروق ﷛ نے بھی مجھے مقوقس کے پاس خط دے کر بھیجا۔ میں وہ خط لے کر یرموک کے مقام پر اُس سے ملا، مجھے علم نہیں تھا کہ خط میں کیا ہے، تو اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے علم ہے کہ روم نے اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کو قتل کر دیا ہے اور شکست دے دی ہے؟ میں نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو اس نے کہا کہ کیوں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کا دین ہی سب پر غالب ہو کر رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کر ہی نہیں سکتا۔ تو اُس نے کہا کہ بے شک تمہارے نبی نے سچ کہا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ روم قتل کئے گئے اور قوم عاد بھی کی گئی۔ پھر اُس نے مجھ سے صحابہ کرام کی صفات پوچھیں تو میں نے اس کو ان کی خبر دی، پھر اس نے مجھے ہدیہ اور حضرت عمر فارق ﷛ کے لئے بھی ہدیہ دیا کیونکہ وہ پہلے بھی حضرت علی ﷛، حضرت عبدالرحمٰن ﷛، حضرت زبیر ﷛ (اور غالباً حضرت عباس ﷛ کا تذکرہ کیا تھا) کے لئے بھی ہدایا دیئے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں حضرت عمر فاروق ﷛ کے ساتھ لوٹ کھسوٹ میں شریک تھے۔ جب قانون مقرر ہوا تو میں بھی ان کاموں سے ہٹ گیا اور میں بنی عدی بن کعب قبیلہ میں رہتا تھا۔ (اصابہ ۳/۲۹۸)

☆☆☆

باب ۳۰۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبد اللہ البسطامی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو القاسم البغوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن الجور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی زہیر نے، انہوں نے ابی اسحاق سے، انہوں نے عمرو بن الحارث خزاعی (جو کہ جویریہ بنت الحارث کے بھائی ہیں) سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضور علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور غلام نہ باندھی اور نہ کوئی اور چیز چھوڑی سوائے ایک سفید خچر اور اسلحہ کے اور ایک زمین کے ٹکڑے کے جو کہ صدقہ کر دیا جا چکا تھا۔

اس روایت کا امام بخاری نے اپنی صحیح میں زہیر بن معاویہ کی حدیث سے ذکر کیا ہے جبکہ ان کے علاوہ حضرات نے ابی اسحاق سے روایت کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ حدیث ۳۰۹۷۔ فتح الباری ۶/۲۰۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن علی بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن نمیر نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے شقیق سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ترکہ میں دینار چھوڑا نہ درہم، بکری چھوڑی نہ اُونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیّت فرمائی۔ (مسلم۔ کتاب الوصیۃ ص ۱۲۵۶)

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبد اللہ بن نمیر سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو زکریا ابن اسحاق مزکی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد الوہاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی جعفر بن عون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی مسعر نے، انہوں نے عاصم سے، انہوں نے ذر سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تم مجھ سے حضور ﷺ کی میراث کے متعلق کیا پوچھتے ہو؟ حضور ﷺ نے دینار چھوڑا نہ درہم، غلام چھوڑا نہ کوئی باندی۔ حضرت مسعر فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ بکری چھوڑی نہ اُونٹ۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی مسعر نے، انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے علی بن حسین سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دینار چھوڑا نہ درہم اور غلام چھوڑا نہ باندی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید ابن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو اُسامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ تحقیق حضور علیہ السلام میرے گھر میں فوت ہوئے مگر حال یہ تھا کہ میرے گھر جو کی ایک مٹھی کے علاوہ کچھ نہ تھا میں انہیں کو کھاتی رہی حتیٰ کہ ایک دن میں نے ان کو ناپا تو وہ جلد ہی ختم ہو گئے۔ کاش میں اُن کو نہ ناپتی۔

اس روایت کو امام مسلم و بخاری نے ابو اُسامہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۴۵۱۔ فتح الباری ۱۱/۲۷۴۔ مسلم ص ۲۲۸۲۔ ۲۲۸۳۔ مسند احمد ۶/۱۰۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الدقیقی نے (وہ محمد بن عبدالملک ہیں) وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ثوری نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آپ کی ایک زرہ تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں محمد بن کثیر سے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۱۶۔ فتح الباری ۶ / ۹۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم جعفر بن ابراہیم الموسائی نے مکہ مکرمہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحاتم محمد بن ادریس الحنظلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیس بن مرحوم عطار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حاتم بن اسماعیل نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی زرہ میں سینہ کی طرف دو حلقے تھے چاندی کے اور دو حلقے پیچھے کی طرف تھے۔ محمد بن جعفر فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے فرمایا کہ میں نے اس زرہ کو پہنا تو وہ کچھ بڑی تھی جس کی وجہ سے وہ زمین پر لکیر بنا رہی تھی یا زمین پر لٹک رہی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن محمویہ عسکری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد القلانسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شیبان نے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ایک بار دعوت دی گئی اور میزبان نے آپ کے سامنے جَو کی روٹی اور بدبودار چربی لا کر رکھ دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ آل محمد پر کوئی ایسی صبح نہیں آئی کہ آپ ﷺ کے گھر پر ایک صاع گندم یا کھجور کا ہو۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ علیہ السلام کی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں اور حضور ﷺ نے مدینہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی ہوئی تھی اور اس سے گھر کا راشن لیتے رہتے تھے مگر آپ علیہ السلام کے پاس کوئی ایک چیز نہیں تھی جس کو دے کر زرہ آزاد کروالیں، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید بن عیاش رملی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مؤمل بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن مغیرہ نے، انہوں نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے ابی بردہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ انہوں نے ہمیں ایک موٹی ازار دکھائی جو کہ یمن میں بنائی جاتی تھی۔ اور ایک چادر دکھائی جس کو الملبدہ کہا جاتا ہے، پھر فرمایا کہ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔

اس روایت کو شیخین (امام بخاری و مسلم) نے سلیمان بن مغیرہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب اللباس۔ مسلم۔ کتاب اللباس والزینۃ۔ بخاری۔ حدیث ۳۱۰۸۔ فتح الباری ۶ / ۲۱۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے ابی بردہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

ہمیں ایک موٹی ازار نکال کر دکھائی جو یمن میں بنائی جاتی تھی اور ایک چادر (کملی) دکھائی جسے ملبدہ کہا جاتا تھا۔ پھر فرمایا کہ ان دو کپڑوں میں حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے ایوب سے نقل کیا ہے۔ (حوالہ بالا)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی حسین محمد روذ باری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن عمر بن شوذب واسطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ انصاری نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے ثمامہ سے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے مجھے بحرین بھیجا اور ایک خط لکھ کر دیا اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی سے مہر لگائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے نقش میں تین سطریں تھیں۔ ایک سطر میں محمد لکھا ہوا تھا، دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ تھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں انصاری سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۱۰۶۔ فتح الباری ۶/...)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے ولید بن کثیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن طلحہ الدولی نے کہ ابن شہاب نے انہیں ایک حدیث بیان کی ہے اور ان کو علی بن حسین نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ یزید بن معاویہ کے پاس سے حضرت حسین بن علی کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو مسور بن مخرمہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو کچھ ضرورت ہو تو مجھے حکم کریں تو آپ کا حکم بجالاؤں، تو میں نے کہا کہ نہیں مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مسور بن مخرمہ نے مجھ سے کہا کہ حضور علیہ السلام کی جو تلوار آپ کے پاس ہے وہ مجھے دے دیجئے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ ظالم بنو اُمیہ کے لوگ زبردستی آپ سے چھین نہ لیں۔ اللہ کی قسم اگر آپ مجھے دے دیں گے میں اُس کی خوب حفاظت کروں گا، جان چلی جائے مگر کوئی مجھ سے چھین نہیں سکے گا۔ پھر آگے حدیث ذکر کی۔

اس روایت کو امام بخاری نے سعید بن محمد سے نقل کیا ہے، انہوں نے یعقوب سے نقل کیا ہے اور امام مسلم نے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب فرض الخمس)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو الادیب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن طہمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو نعلین دکھائیں جن میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بعد میں حضرت ثابت نے حدیث بیان کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے کہ یہ دونوں جوتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن محمد سے، انہوں نے ابواحمد محمد بن عبداللہ زبیری الاسدی سے نقل کیا ہے۔ (حوالہ بالا)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن شاکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن مدرک نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن حماد نے، مجھے حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے عاصم الاحول سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کا پیالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا ہے وہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کا تہائی چاندی کا تھا۔

راوی فرماتے ہیں کہ وہ پیالہ ایک سونے سے جڑا ہوا بڑا چوڑا پیالہ تھا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ سے حضور علیہ السلام کو بہت سی بار پانی پلایا ہے۔ اور ابن سیرین نے فرمایا کہ اُس پیالہ میں لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اُس حلقہ کو سونے کا یا چاندی کا بنا دیا جائے مگر حضرت ابوطلحہ نے انہیں منع کر دیا، فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی نہ کرو۔ لہٰذا انہوں نے اسی طرح پیالہ چھوڑ دیا۔

امام بخاری نے اس حدیث کو اسی طرح تخریج کیا ہے۔ اور بہرحال وہ چادر جو حضرات خلفاء راشدین کے پاس تھی اس کے بارے میں ہم نے روایت کی ہے محمد بن اسحاق بن یسار سے کہ تبوک کے واقعہ میں نبی کریم ﷺ نے وہ چادر اہل ایلہ کو عطا فرمادی تھی، ایک پروانہ بھی ساتھ لکھ کر دیا تھا جس میں اُن کو امین بنایا تھا۔ پھر ابوالعباس عبداللہ بن محمد نے اس چادر کو تین دینار دے کر خرید لیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں اس کی خبر ابوعبداللہ حافظ نے دی۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل فرمایا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حمید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلمہ نے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے مرشد بن عبداللہ برنی سے، انہوں نے عبداللہ بن زریر سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا گھوڑا ہوا کرتا تھا جس کا نام مرتجز تھا اور ایک دراز گوش گدھا تھا جس کا نام عفیر تھا، اور ایک خچر تھا جس کا نام دلدُل تھا، ایک تلوار تھی جس کا نام ذوالفقار تھا اور ایک زرہ تھی جس کا نام ذوالفقار تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح البرجمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبان بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ادریس الاودی نے، انہوں نے حکم سے، انہوں نے یحییٰ بن جرار سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضور ﷺ سے اس جیسی حدیث نقل فرمائی۔

اور ہم نے کتاب السنن میں حضور ﷺ کے گھوڑے کے نام ذکر کئے ہیں جو کہ شہسواروں گھڑسواروں کے پاس تھے۔ ایک کا نام زلزاز تھا اور دوسرے کا لحیف تھا۔ بعض نے لحیف اور ظرب نام بتلائے ہیں اور جو گھوڑا ابوطلحہ کے استعمال میں تھا اُس کا نام مندوب تھا۔ اور آپ کی اُونٹنی کا نام القسواء تھا۔ ایک کا نام العضباء تھا، ایک نام الجدعاء تھا۔ اور حضور علیہ السلام کے خچر کا نام الشہباء تھا دوسرے کا نام البیضاء تھا۔

پہلے جس روایت میں ہم نے یہ ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام ایک خچر اور کچھ اسلحہ اور ایک زمین چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوگئے اور اُس زمین کو بھی صدقہ کر دیا تھا۔ اور آپ کے کپڑے اور جوتے مبارک اور آپ کی ایک انگوٹھی بھی تھی۔ یہ مختلف روایات میں مذکور ہیں جن کے بیان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم (البدایہ والنہایۃ ۹/۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن نصر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے ولید بن کثیر سے، انہوں نے حسن بن حسن سے، انہوں نے فاطمہ بنت حسین سے نقل کیا ہے کہ بے شک حضور ﷺ کا جب انتقال ہوا تو آپ کی دو چادریں تھیں جن کو آپ کی موت کے وقت کفن میں استعمال کیا گیا۔ (مصنف فرماتے ہیں یہ حدیث منقطع ہے)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زمعہ بن صالح نے، انہوں نے ابی حازم سے، انہوں نے سہل بن سعد سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کا ایک جبّہ تھا جو اُون سے بُنا ہوا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن عبید بن عتبہ بن عبدالرحمٰن الکندی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مخول بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے، انہوں نے عاصم سے، انہوں نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اُن کے پاس حضور ﷺ کی ایک چھوٹی لاٹھی تھی۔ جب اُن کا انتقال ہوا تو اُس کو ان کے ساتھ ان کے پہلو اور قمیص کے درمیان دفن کر دیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت کا راوی مخول بن ابراہیم شیعہ تھا اور اسرائیلی روایات کو ذکر کرنے میں متفرد ہے اس کے علاوہ دوسری حدیثیں نہیں لاتا۔ اس لئے اس حدیث کا ضعف واضح ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان سے کہا کہ میں تمہیں شعیب بن ابی حمزہ کی خبر دیتا ہوں جو انہوں نے زہری سے نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کی حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بغیر جہاد کے جو مالِ غنیمت عطا فرمایا تھا جیسا فدک وغیرہ تو اُس ترکہ کے بارے میں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مال ہمیں ملنا چاہئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ نبی جو چیز چھوڑ کر جاتے ہیں وہ چیز صدقہ ہو جاتی ہے اُس کا کوئی بھی وارث نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آلِ محمد ﷺ ہی اس مال میں سے کھا سکتی ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے ان کو مال عطا فرمایا ہے وہی ان کو ملے گا۔ ہم اس میں زیادتی بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ کی قسم اس مال صدقات کی آمدنی کی تقسیم کا جو طریقہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا میں اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا بلکہ ان میں اسی طرح عمل کروں گا جیسا کہ حضور علیہ السلام عمل کرتے تھے۔

بہر حال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کوئی بھی چیز دینے سے منع کر دیا۔ اس کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک گونہ ناراضگی پیدا ہو گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے آپ ﷺ کے عزیز و اقارب سے حُسن سلوک زیادہ پسندیدہ ہے بنسبت اپنے عزیز و اقارب کے۔ اور ہاں میرے اور تمہارے درمیان صدقات کے مال کی وجہ سے جو رنجش پیدا ہوئی ہے میں اس میں خیر و بہتر کے علاوہ اور کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور میں نہیں چاہتا کہ اس عمل کو ترک کر دوں جو عمل میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔ اس لئے میں وہی عمل کروں گا جو حضور علیہ السلام کیا کرتے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن بغدادی نے ہرات میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں شعیب نے خبر دی پھر انہوں نے اسی حدیث کو اسی سند کے ساتھ اسی طرح ذکر کیا۔ صرف کچھ زیادتی کی اور وہ یہ ہے۔ کہ

راوی فرماتے ہیں (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اپنی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہہ دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور فرمایا، اے ابوبکر ہم آپ کی فضیلت و شان کو خوب جانتے ہیں اور جو کچھ انعامات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں ہم اس سے بھی واقف ہیں اور ہم آپ سے خیر و بھلائی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر میں آپ کو زیادہ آگے بڑھایا ہے مگر ہم آپ سے ایک امر کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا بھی کچھ حق ہے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور علیہ السلام سے اپنی قرابت کا تذکرہ فرمایا اور اپنے حقوق کی گہرائی کا تذکرہ فرمایا، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلسل بولتے رہے، یہاں تک کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ کہا کہ "قسم ہے اس ذات پاک کی

جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے حضور ﷺ کی قرابت داری کا پاس رکھنا اوران کے ساتھ حُسن سلوک کرنا زیادہ پسندیدہ ہے بنسبت اپنے عزیز واقارب کے حُسن سلوک کے''۔ (پھر حضرت علی ؓ خاموش ہو گئے)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی الیمان سے ذکر کیا ہے۔ (بخاری۔کتاب فرض الخمس ۹۶/۴۔طبقات ابن سعد ۳۱۵/۲)

اس میں سے بعض کو ہم نے حضرت علی ؓ کی سند سے ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالوہاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدان بن عثمان المکی نے نیشاپور میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحمزہ نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ ان کے پاس عیادت کے لئے تشریف لے گئے اوران کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت علی ؓ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ابوبکر صدیق ؓ آئے ہیں اور آپ سے ملنے کی اجازت طلب کرتے ہیں تو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی ؓ سے فرمایا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں ان کو اجازت دے دوں؟ تو حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ اندر داخل ہوئے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرتے رہے اور کہا کہ ''خدا کی قسم! میں نے اپنے گھر، مال، اہل اور خاندان کو نہیں چھوڑا سوائے خدا تعالیٰ کی رضامندی اور رسول ﷺ کی رضامندی اور تم اہل بیت کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے''۔ پھر ان کو راضی کیا حتیٰ کہ وہ راضی اور خوش ہو گئیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ صفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی نصر بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن داؤد نے فضیل بن مرزوق سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ زید بن علی بن حسین بن علی ؓ نے فرمایا، اگر میں بھی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی جگہ ہوتا تو ویسا ہی فیصلہ کرتا جیسا کہ ابوبکر صدیق ؓ نے کیا فدک کے معاملے میں۔

مصنف فرماتے ہیں میں نے اس بحث کو تفصیل سے اپنی کتاب السنن کے ایک حصہ میں ذکر کیا ہے جو کہ ہر اعتبار سے کافی شافی ہے اس کتاب (دلائل النبوۃ) میں ہم نے اتنی ہی بحث پر اکتفاء کیا ہے۔ وباللہ التوفیق (یعنی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے)

باب ۳۰۶

حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے اسماء گرامی

اور آپ ﷺ کی اولاد گرامی قدر کے اسماء گرامی رضی اللہ عنہم وعنہن

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر درستویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حجاج بن ابی منیع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا نے اور وہ عبداللہ بن ابی زیاد رصافی ہیں، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی عورت جس سے

حضورﷺ نے نکاح پڑھایا وہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد ہیں۔ان سے حضور علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹے کی پیدائش ہوئی جس کا نام قاسم رکھا گیا حضورﷺ کی کنیت ابوالقاسم اسی سے ہے۔اور طاہر، زینب، رقیہ، اُم کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کی بھی پیدائش ہوئی۔

بہر حال زینب بنت رسولﷺ کا نکاح ابوالعاص بن ربیع عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن مناف سے زمانۂ جاہلیت میں ہوا۔ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام اُمامہ ہے۔حضرت فاطمہ بنت رسولﷺ کی وفات کے بعد اُمامہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی ؓ سے ہوا۔ جب حضرت علی ؓ کو شہید کیا گیا تھا تو اس وقت بھی حضرت اُمامہ آپ کے نکاح میں تھیں۔

حضرت علی ؓ نے مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد تم اُمامہ سے نکاح کر لینا۔لہٰذا پھر حضرت اُمامہ کا نکاح ان سے ہوا اور اُنہیں کے نکاح میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

ابی العاص بن ربیع کی والدہ ہالہ بنت خویلد بن اسد تھیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں اور ابی العاص کی خالہ تھیں۔بہر حال حضورﷺ کی دوسری لختِ جگر بی بی رُقیہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کا نکاح بھی زمانۂ جاہلیت میں حضرت عثمان بن عفان ؓ سے ہوا۔اُن سے ایک بیٹا عبداللہ بن عثمان پیدا ہوا۔حضرت عثمان کی کنیت ابتداءً انہی کے نام پر تھی بعد میں ان کی کنیت عمرو بن عثمان رہی وہی آخر تک رہی۔پھر غزوۂ بدر کے موقع پر بی بی رُقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا، حضرت عثمان غنی ؓ ان کی تجہیز و تکفین کی وجہ سے غزوۂ بدر میں جانے سے بھی رہ گئے تھے۔جب حضرت عثمان غنی ؓ نے حبشہ ہجرت فرمائی تو حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔جس دن حضرت زید بن حارثہ (حضور علیہ السلام کے غلام) غزوۂ بدر کی فتح کی خوشخبری لایا تھا اُسی دن حضرت رُقیہ بنت رسولﷺ کا انتقال ہو گیا تھا۔

بہر حال حضورﷺ کی تیسری لختِ جگر بی بی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اُن کا نکاح بھی حضرت عثمان بن عفان ؓ سے ہوا۔ان سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

بہر حال حضورﷺ کی چوتھی جگر گوشہ لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، ان کا حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے نکاح ہوا، ان سے دو بیٹے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی پیدائش ہوئی۔حضرت حسین ؓ کو تو عراق میں مظلومانہ طریقہ سے شہید کیا گیا اور زینب اور اُم کلثوم بھی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں حضرت علی ؓ ہی کی موجودگی میں۔

بہر حال زینب بنت علی رضی اللہ عنہا ان کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا اور ان کا انتقال بھی انہیں کے پاس ہوا۔ان سے ایک بیٹا علی بن عبداللہ پیدا ہوا۔البتہ ان کا ایک اور باپ شریک بھائی بھی تھا جس کا نام عوف بن عبداللہ بن جعفر تھا۔

بہر حال حضرت علی ؓ کی دوسری بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب ؓ سے ہوا۔اُن سے زید بن عمر ؓ کی پیدائش ہوئی جو ابن مطیع سے قتال کے دوران زخمی ہو گئے اور مسلسل انہی زخموں سے چور رہے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو گئے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب کی ؓ شہادت کے بعد آپ کا نکاح عون بن جعفر سے ہوا مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی حتیٰ کہ حضرت عون بن جعفر کا انتقال ہو گیا پھر عون بن جعفر کے انتقال کے بعد اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح محمد بن جعفر سے ہوا، اُن سے ایک بیٹی کی پیدائش ہوئی جس کا نام بُثینہ تھا۔ان کو مکہ سے مدینہ لے کر جا رہے تھے کہ چار پائی پر تھیں جب مدینہ منورہ پہنچے تو اُن کا بھی انتقال ہو گیا، پھر محمد بن جعفر کا بھی انتقال ہو گیا۔پھر حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا، لیکن اُن سے کسی کی ولادت نہیں ہوئی بلکہ ان کا انتقال بھی انہی کے پاس ہو گیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور سےﷺ پہلے دو آدمیوں سے ہوا تھا، اُن سے ایک کا نام عتیق بن عائد بن مخزوم ہے، اُن سے ایک بیٹی اُم محمد بن صیفی کی پیدائش ہوئی۔پھر عتیق بن عائد کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو ہالہ التیمی سے ہوا۔وہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔اُن سے ہند بن ہند بن ابی ہالہ کی پیدائش ہوئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال مکہ مکرمہ ہی میں ہو گیا تھا مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے اور نماز کی فرضیت سے بھی پہلے اور وہ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون تھیں۔ بعض لوگوں کے مطابق جب حضور ﷺ سے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا محل عطا فرمایا ہے جو قیمتی موتیوں سے جڑا ہوا ہے۔ جس میں شور و شغب ہے نہ تھکاوٹ ہے۔

پھر حضور ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دو مرتبہ نیند میں دکھائی گئیں اور کہا گیا کہ یہ تمہاری زوجہ بنیں گی۔ حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ان دنوں صرف چھ سال کی تھی۔

جب آپ ﷺ کا نکاح بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ مکرمہ میں ہوا تو اس وقت بھی آپ کی عمر چھ سال تھی۔ جب حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو وہاں آپ کی رخصتی ہوئی، اس وقت آپ کی عمر نو (۹) سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نسب نامہ : عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قُحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن لوئی بن غالب بن فہر۔

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے یہی کنواری بیوی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا اصل نام عتیق تھا۔ اور ابی قُحافہ کا نام عثمان تھا۔ پھر حضور ﷺ کا نکاح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

بی بی حفصہ کا نسب : حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزّیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قراط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر۔

بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا پہلے ابن حزاقہ بن قیس بن عدی بن حزاقہ بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کے نکاح میں تھیں۔ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں مسلمان ہو کر اُن کا انتقال ہو گیا تھا۔

پھر حضور ﷺ نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ آپ کا نام ہند بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

آپ پہلے حضرت ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں۔ ابوسلمہ کا اصل نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اُن سے ایک بیٹا سلمہ بن ابی سلمہ حبشہ میں پیدا ہوا اور ایک بیٹی زینب بنت ابی سلمہ پیدا ہوئی۔ اور ایک بیٹی درّہ بنت ابی سلمہ بھی پیدا ہوئی۔

حضرت ابوسلمہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ان صحابہ میں شامل ہیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ازواج مطہرات میں حضور علیہ السلام کے بعد سب سے آخر میں ہوا۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدوُدّ بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر سے نکاح فرمایا۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پہلے سکران بن عمرو بن عبدشمس بن عبدوائل بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر کے نکاح میں تھیں۔

پھر حضور ﷺ نے اُم حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر سے نکاح فرمایا۔

آپ پہلے عبید اللہ بن جحش بن ریاب بن بنی اُسید بن خُزیمہ کے نکاح میں تھیں۔ وہ حبشہ کی سرزمین میں نصرانی ہو کر مرا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی حبشہ میں آپ کے ساتھ تھیں۔ اُن سے ایک بیٹی کی ولادت ہوئی جس کا نام حبیبہ تھا۔ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ تھا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے کروایا تھا۔ کیونکہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں کیونکہ وہ عفان کی سگی بہن تھیں۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کے پاس شرحبیل بن حسنہ لے کر آئے تھے۔

پھر حضور ﷺ نے زینب بنت جحش بن وہاب بن اُسید بن حزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اُن کی والدہ کا نام اُمیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم تھا جو کہ حضور کی پھوپھی تھیں۔

آپ پہلے زید بن حارثہ الکلبی کے نکاح میں تھیں جو کہ غلام تھے حضور ﷺ کے اور ان کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے جو کہ ان کے اور ان کے شوہر کی شان کی بات ہے۔

اور حضور ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ کا انتقال ہوا۔ اور یہ پہلی خاتون تھیں جن کی میّت کے لئے تختہ مخصوص بنایا گیا اور یہ تخت اسماء بنت عمیس الخثعمیہ نے بنایا تھا۔ اور یہ عبداللہ بن جعفر کی والدہ ہیں، جو حبشہ میں رہتی تھیں اور اہل حبشہ میّت کے لئے تخت بناتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لئے وہ مخصوص تختہ بنایا جس پر میّت کو رکھتے ہیں۔

پھر حضور ﷺ نے زینب بنت خزیم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ انتہائی مسکین تھیں اور یہ بنی مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کے خاندان میں سے ہیں۔

یہ عبداللہ بن جحش بن ریاب کے نکاح میں تھیں جو کہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ لیکن یہ حضور ﷺ کے ساتھ زیادہ عرصہ نہیں ٹھہر سکیں حتیٰ کہ حضور ﷺ کی حیات ہی میں فوت ہو گئیں۔

پھر حضور ﷺ نے میمونہ بنت الحارث بن جرب بن بجیر بن الہرم رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے نکاح کیا۔

یہ وہی بزرگ خاتون ہیں جنہوں نے بغیر مہر کے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے سپرد کر دیا تھا۔

انہوں نے حضور ﷺ سے قبل دو شخصوں سے نکاح کیا تھا۔ پہلے اُن میں سے ابن عبد یالیل بن عمرو الثقفی تھے۔ جن کا انتقال ہو گیا تھا۔ بعد میں ابو دہم بن عبد العزیٰ ابن ابی قیس بن عبدودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر سے آپ کا نکاح ثانی ہوا۔

حضور ﷺ نے ان کو قیدی بنایا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار بن حارث ابن عائذ بن مالک بن المصطلق کو جو خزاعۃ کے قبیلہ سے تھیں۔ مصطلق خزیمہ کا نام ہے ان کو غزوۂ بنی مصطلق کے دن گرفتار کیا گیا مریسیع سے۔

دوسری قیدی کا نام صفیہ بنت حیّ بن اخطب تھا جو بنی نضیر کے قبیلہ سے تھیں۔ غزوۂ خیبر کے دن ان کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اور یہ نو بیاہتا دلہن تھی کنانہ بن ابی الحقیق کی۔

یہ گیارہ خواتین حضور علیہ السلام کے عقد میں داخل تھیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضور علیہ السلام کی ہر ایک زوجہ کو بارہ ہزار درہم عطا فرمائے تھے۔ اور حضرت جویریہ اور صفیہ کو چھ چھ ہزار درہم عنایت فرمائے تھے کیونکہ یہ دونوں باندیاں تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھی تقسیم کا معاملہ رکھا تھا اور ان سے پردہ بھی کروایا تھا۔

اور حضور ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان بن عمرو سے بھی نکاح فرمایا تھا۔ یہ بنی ابی بکر بن کلاب قبیلہ سے تھیں۔ ان سے حضور علیہ السلام نے دخول فرمایا تھا پھر ان کو طلاق دے دی تھی۔

یعقوب فرماتے ہیں کہ حجاج نے فرمایا کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی محمد بن مسلم یعنی الزہری بن عروہ بن زبیر نے، انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ عالیہ بنت طبیان کے متعلق بنی ابی بکر بن کلاب سے تعلق رکھنے والے شخص ضحاک بن سفیان نے حضور ﷺ کو بتلایا تھا۔ اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے اور اس کے درمیان پردہ ہے۔ اگر آپ کو اُم شبیب کی ضرورت ہوتو میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں یعنی میں یہ رشتہ کرواسکتا ہوں۔ کیونکہ اُم شبیب ضحاک کی بیوی تھیں۔

اور حضور ﷺ نے بنی عمر بن کلاب (جو کہ ابوبکر بن کلاب کے بھائی ہیں) کی ایک عورت سے بھی نکاح فرمایا تھا۔ جو زفر بن حارث کی جماعت سے تعلق رکھتی ہیں، پھر ان کے بارے میں حضور علیہ السلام نے یہ بتلایا کہ اس کے جسم پر ایک سفید داغ ہے تو پھر حضور علیہ السلام نے ان کو طلاق دے دی، لیکن ان کے ساتھ دخول نہیں فرمایا تھا۔

اور حضور علیہ السلام نے بنی الجون الکندی کی بہن سے بھی نکاح فرمایا اور یہ بنی الجون بنی فزارہ کے حلیف تھے۔ اس نے حضور علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، تم نے ایک عظیم ذات کی پناہ مانگی ہے جاؤ تم اپنے گھر جاؤ۔ آپ نے اُسے بھی طلاق دے دی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ایک ماریہ نامی باندی بھی تھی جس سے ایک بیٹا ابراہیم نامی پیدا ہوا تھا لیکن ابھی گود ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

اور حضور علیہ السلام کی ایک اور اُم ولد بھی تھیں جن کا نام ریحانہ بنت شمعون تھا وہ اہل کتاب کے قبیلہ بنی خناقہ سے تھیں اور بنی خناقہ بنی قریظہ ہی کا ایک حصہ تھا۔ ان کو حضور ﷺ نے آزاد کر دیا تھا (اور نکاح فرمایا) اور ان کو پردے کا پابند بنالیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اسماء بنت کعب الجونیہ سے بھی نکاح فرمایا تھا۔ لیکن دخول سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی۔

اور بنی کلاب کی عورتوں میں سے ایک عورت بنت زید سے بھی نکاح فرمایا۔ پھر وہ بنی الوحید میں شمار ہونے لگیں اور یہ پہلے حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کو بھی دخول سے پہلے طلاق دے دی تھی۔

امام زہری نے ان دو خواتین کا نام ذکر نہیں کیا۔ نیز عالیہ کا بھی تذکرہ نہیں کیا۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے زکریا ابن ابی زائدہ سے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بعض عورتوں نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے حضور علیہ السلام کے سپرد فرما دیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اُن میں سے بعض کے ساتھ خلوت فرمائی بھی اور بعض کو چھوڑ دیا تھا حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ لیکن ان خواتین نے بھی حضور علیہ السلام کے بعد کسی سے نکاح نہیں فرمایا۔ اُن میں سے ایک اُم شریک رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

ترجی من تشآء منهن و تؤوی الیك من تشآء و من ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیك

(سورۃ الاحزاب : آیت ۵۱)

ترجمہ: ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے سے دُور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو بھی پھر طلب کرلیں تو جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہم نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والدین سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بھی انہیں خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے حضور علیہ السلام کے سپرد فرمایا تھا۔ اور اُن کی مراد خولہ بنت حکیم ہیں۔

اور ہم نے ابی اُسید الساعدی کی حدیث میں جوینیہ کے واقعہ میں روایت کیا ہے اور یہ جوینیہ وہی ہیں جس نے حضور علیہ السلام سے پناہ مانگی تھی تو حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا جاؤ تم اپنے گھر چلی جاؤ (اس کو آپ نے طلاق دے دی تھی)۔ کہ اس کا نام اُمیمہ بنت نعمان بن شراحبیل تھا۔ اور میں نے ابن منبہ کی کتاب المعرفۃ میں دیکھا ہے کہ جس عورت نے پناہ مانگی تھی اس کا نام اُمیمہ بنت نعمان بن شراحبیل الجونیہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس عورت نے پناہ مانگی تھی اس کا نام فاطمہ بنت ضحاک تھا۔ اور یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ملیکہ اللیثیہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ان کا نام اُمیمہ ہے۔ واللہ اعلم

اور بعض لوگوں کا گمان ہے کہ اس کلابیہ (یعنی بنی کلاب سے تعلق رکھنے والی عورت کا نام عمرہ ہے۔ اور یہ وہی خاتون ہیں جن کے متعلق اُن کے والد نے حضور علیہ السلام کو بتلایا تھا کہ یہ کبھی مریض نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے حضور ﷺ نے اُن کی طرف رغبت نہ فرمائی تھی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یعقوب المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ثقفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مقدام العجلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن المعلا العبدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابوعروبہ نے، انہوں نے قتادہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح فرمایا تھا۔

پھر راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے ان کا تذکرہ بھی کیا بلکہ ایک زیادتی اور بھی بیان فرمائی کہ حضور ﷺ نے بنی نجار کی ایک خاتون اُم شریک انصاریہ سے بھی نکاح فرمایا اور فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ انصاری خاتون سے بھی شادی کروں مگر میں اُن کی غیرت کی وجہ سے احتیاط کرتا ہوں۔ البتہ ان اُم شریک نامی خاتون سے نکاح فرمایا مگر خلوت نہیں فرمائی۔

اور حضور علیہ السلام نے بنی حرام میں سے ایک خاتون اسماء بنت الصلت سے بھی نکاح فرمایا۔ پھر وہ بنی سلیم سے شمار ہونے لگی، ان سے بھی حضو علیہ السلام نے خلوت نہیں فرمائی تھی۔

اور آپ علیہ السلام نے جمرہ بنت حارث مزنیہ کو بھی پیغام نکاح دیا تھا۔

ابو عبداللہ فرماتے ہیں اور ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بارہ خواتین سے نکاح فرمایا تھا اور انہوں نے بارہ خواتین میں قتیلہ بنت قیس جو کہ اشعث بن قیس کی بہن کو بھی شمار فرمایا ہے۔

بعض حضرات کا گمان ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے نکاح اپنی وفات سے دو ماہ قبل فرمایا تھا۔

جبکہ بعض حضرات فرماتے ہیں نہیں بلکہ مرض کی حالت میں نکاح فرمایا تھا لیکن یہ خاتون نہ تو حضور علیہ السلام کے پاس آئیں اور حضور علیہ السلام نے ان کو دیکھا اور نہ ہی ان سے خلوت فرمائی۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو اختیار دیا تھا اگر چاہے تو پردہ کو گرا دو یعنی پردے کی پابندی کرو یعنی ازواج میں داخل ہو جاؤ تو پھر مؤمنین پر حرام ہو جائیں گی اور چاہیں تو کسی سے بھی نکاح کر لیں۔ لہٰذا انہوں نے نکاح کو اختیار کیا اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل سے حضر موت میں نکاح فرمالیا۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کو آگ میں جلا دوں۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اُمہات المؤمنین میں شامل نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے دخول ہوا، اور نہ ہی ان کا حجاب ختم ہوا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان کے لئے کوئی وصیت نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ یہ مرتد ہوگئی تھیں، اس لئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور ﷺ کی ازواج میں شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ مرتد ہو چکی ہیں۔ اور عکرمہ سے ان کو کوئی اولاد نہیں ہوئی تھیں سوائے ایک لڑکے کے۔

www.ahlehaq.org

ابوعبیدہ نے حضور ﷺ کی ازواج میں فاطمہ بنت شریح کو بھی شامل کیا ہے اور سَنا بنت اسماء سلمیہ کو بھی شامل کیا ہے۔
علامہ ابن مندہ نے ایک اور خاتون برصاء کا بھی ذکر کیا ہے جو کہ بنی عوف بن سعد بن ذبیان سے تعلق رکھتی تھی۔
مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبید بن محمد بن محمد مہدی القشیر ی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالوہاب بن عطاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سعید بن قتادہ نے کہ حضور ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح فرمایا تھا، جن میں سے تیرہ سے دخول ہوا۔ البتہ حضور علیہ السلام کے پاس ان میں سے گیارہ رہیں۔

جب آپ علیہ السلام کا وصال ہوا تو نو تھیں۔ ان میں دو کو حضور علیہ السلام نے ناراض ہو کر طلاق دے دی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عورتوں نے ان دو میں سے ایک کو یہ کہا تھا کہ اگر حضور ﷺ تمہارے قریب آئیں تو تم منع کر دینا (یہ بھی ان عورتوں کے کہنے میں آ گئی) اور حضور ﷺ کو اپنے قریب آنے سے روکا تو حضور ﷺ نے اُسے طلاق دے دی۔

جبکہ دوسری خاتون نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہو گیا تو وہ کہنے لگی کہ اگر یہ نبی ہوتے تو ان کے بیٹے کا انتقال نہ ہوتا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کو بھی طلاق دے دی۔

حضور کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے پانچ قریش میں سے تھیں۔ اسماء گرامی یہ ہیں :

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
(۲) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔
(۳) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی اُمیہ رضی اللہ عنہا۔
(۴) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔
(۵) اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا۔
(۶) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔
(۷) جویریہ بنت حارث خزاعیہ رضی اللہ عنہا۔
(۸) حضرت زینب بنت جحش الاسدیہ رضی اللہ عنہا۔
(۹) حضرت صفیہ بنت حی الخیبر یہ رضی اللہ عنہا۔

حضور ﷺ کا جب انتقال ہوا تو یہ نو ازواج مطہرات موجود تھیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن اوس ابوزید الانصاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے حکم سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جب حضور علیہ السلام کے نکاح میں آئیں تو اُن کو چھ بچوں کی ولادت ہوئی، دو لڑکے اور چار لڑکیوں کی۔

(۱) حضرت فاطمہ (۲) حضرت رُقیہ (۳) حضرت زینب (۴) حضرت اُم کلثوم
(۵) حضرت قاسم (۶) عبداللہ رضی اللہ عنہم

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان کے لئے ایک دودھ پلانے والی کا جنت میں انتظام ہے جو ان کو مکمل دودھ پلائے گی۔ اور یہ فرمایا کہ اگر یہ زندہ رہتے تو ایک سچے نبی بنتے اور کاش یہ زندہ رہتے تو میں ان کے ماموؤں کو قبطیوں سے آزاد کروا دیتا۔

تمت

دلائل نبوت کے ساتویں جلد پر یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا

یہاں پرابوبکراحمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ کی کتاب

" دلائل النبوة و معرفة احوال صاحب الشريعة "

اپنے اختتام کو پہنچی

ابتداءً اور انتہاءً تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لئے ہیں

کتاب کے آخر میں چند کلمات ایک دوسرے نسخہ میں ہیں، وہ یہ ہیں :

الحمد لله رب العالمين

کتاب دلائل النبوة کے پورے ہونے پر مبارک خبر مکمل ہوگئی۔ یہ کتاب امام، عالم، علامہ، ذہن کے سمندر، حافظ محقق المدقق پرہیزگار ابی بکر احمد بن حسین البیہقی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر کو اپنی رحمتوں اور خوشنودی سے سیراب کردے۔ اور اُن کے لڑکے شیخ ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد البیہقی رحمہ اللہ کی راویت سے۔

اور راضی ہوئے ان سے عالم محقق احمد بن حسن شہاب الدین الخطیب المنیاوی المالکی اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کا معاملہ فرمائے۔

الحمد لله وحده ! تمام تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے ہیں۔

ایک اور نسخہ کے اختتام میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ یہ آخری نویں جلد کا اختتام ہے۔ یہاں پر یہ کتاب " دلائل النبوة ومعرفة احول الشريعة " محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہٖ وازواجہٖ پوری ہوئی۔ جو کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

اور اس کتاب سے پیر کی شب اٹھارہ (۱۸) جمادی الثانی ۶۶۶ھ کو فراغت ہوئی۔

اس کتاب کو لکھنے والے بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج محمد بن عبدالحکم بن ابی علی السعدی الشافعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو درگزر فرمائے اور اپنی مہربانی کا معاملہ فرمائے کہ تمام تعریفیں اُسی کے واسطے ہیں۔

وصلى الله على محمد وآلهٖ واصحابهٖ وازواجهٖ وذريتهٖ وأتباعهٖ

وسلّم تسليمًا كثيرًا

اللہ تعالیٰ رحمت اور اپنی سلامتی نازل فرمائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل، صحابۂ کرام، تمام ازواج مطہرات اور اولاد رضی اللہ عنہم اور تمام متبعین پر بہت زیادہ ....

مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نویں جلد اس سے قبل آٹھ جلدیں اوّل تا آخر شیخ امام ربّ السلف شرف الدین ابی عبداللہ محمد بن ابراہیم بن قاسم المید ومی کو پڑھ کر سُنائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جلد میں اُسی سند کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جس سند کو جلد اوّل میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی تصحیح اور تصدیق کا آخری دن ۶/محرم الحرام ۷۶۶ھ ہے۔

اس کتاب کی کتابت کرنے والے محمد بن عبدالحکم بن ابی علی حسن السعدی الشافعیؒ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے اور ان کے ساتھ اپنی مہربانی کا معاملہ فرمائے۔

والحمد للّٰہ ربّ العالمین وصلی اللّٰہ علیٰ سیدنا محمد
وعلی اله وسلم تسلیمًا کثیرًا

اور ایک نسخہ کے اختتام پر یہ بھی ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت وسلامتی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی ہے۔

اور اس کی کتابت کرنے والے قاسم بن عبداللہ بن احمد انصاری نے ۹/ جمادی الثانی ۷۱۴ھ کو اس سے فراغت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کے والدین اور تمام مسلمان مرد وعورت کی مغفرت فرمائے کہ وہ غفور الرحیم ذات ہے۔

اس کتاب کی صفات وعلامات وغیرہ کو جلد اوّل کے مقدمہ میں ہم نے ذکر کیا ہے۔

www.ahlehaq.org

☆☆☆